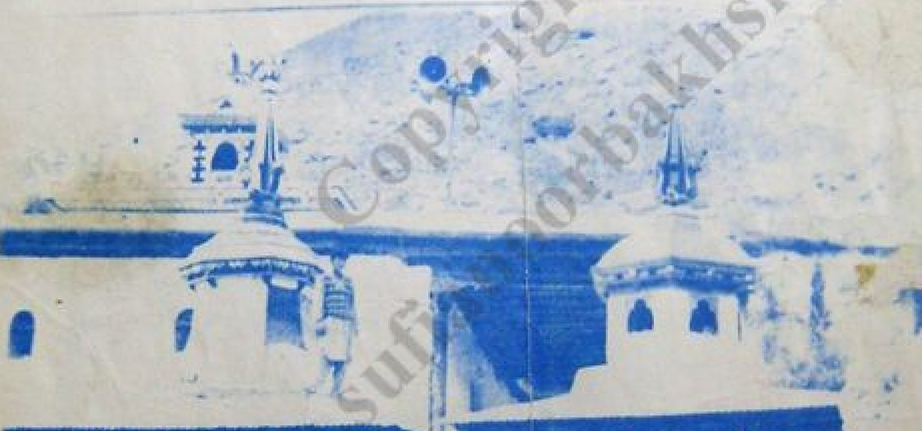
احیائے تصوف کا علمبردار

# ماہنامہ نوائے صوفیہ

## اسلام آباد

شمارہ نمبر ۸

ماہ مئی ۱۹۹۵ء



آستانہ حضرت میرزا اسحاقؒ و میر عارفؒ تھگس بلتستان

(بشکریہ زلف علی لاہور)

# بالله همه دان است که شاه همدان است!

ای حضرت سردارا تویی سرور کشمیر — تو عارف قیوم ادب رهبر کشمیر
صد شکر که حق همه جا یار غریبان — کشمیر چو بحر است تویی گوهر کشمیر

شاه همدان مرجع عشاق جهان
بالله همه دان است که شاه همدان است

از حضرت بال آمده امداد مسلمان — آوازه امداد گران رفته به ایران
از بلتی و تاجیکی و ختلانی و پاکان — سرتاسر دنیا همه انگشت به دندان

شاه همدان مرجع عشاق جهان است
بالله همه دان است که شاه همدان است

هر کس که مجاهد شده در خطه کشمیر — خون دل او گشته روان پهنه کشمیر
حاضر همه در کوچه و در صحنه کشمیر — مردم همه برخاسته در جبهه کشمیر

شاه همدان مرجع عشاق جهان است
بالله همه دان است که شاه همدان است

از عالم عرفان همه جا روح فتوت — چون میر علی آمده و کرده سفارت
ان گوهر پاکیزه الطاف خداوند — درجان و دل بنده رها داده کرامت

شاه همدان مرجع عشاق جهان است
بالله همه دان است که شاه همدان است

احیائے تصوف کا علمبردار

# ماہنامہ نوائے صوفیہ

اسلام آباد


شمارہ نمبر ۸ | قیمت ۱۰ روپے | ماہ مئی ۱۹۹۵ء



مدیر و ناشر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر


## فہرست مضامین




ایڈیٹر اینڈ پبلشر: محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 - 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A - 358 ، سیکٹر 1 ، G.6/1 اسلام آباد سے شائع کیا۔

# تفکر و تذکر

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

ارشاد خداوندی ہے **ولا تلبسو الحق بالباطل** ○ اور حق کو باطل سے مت ملاؤ۔

اس آیت کریمہ میں اہل اسلام کو خالق کائنات نے جو حکم دیا ہے کہ اس کی حیثیت ایسی دو ٹوک اور واضح ہے کہ اس میں کسی بھی شر پسند کے لئے کسی من پسند تاویل کی ذرہ برابر گنجائش نہیں ہے۔

اس حکم کا بنیادی سبب یہ ہے کہ حق پاک اور منزہ شے ہے جبکہ باطل ناپاکی اور خباثت سے عبارت ہوا کرتی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ پانی پاک ہے اور پاک کرنے والی چیز ہے جبکہ اس کے مقابلے میں پیشاب ناپاک ہے اور ناپاک کرنے والی شے ہے پس اگر پاک پانی میں ناپاک پیشاب کی ملاوٹ کی جائے تو وہ پانی بھی ناپاک ہو جاتا ہے ہاں یہ بات ممکن ہے کہ پانی کی مدد سے پیشاب سے آلودہ کپڑے اور دیگر چیزیں دھل کر پاک ہو جائیں۔ پس یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ حق اور باطل کا آمیزہ باطل ہے البتہ حق کی مدد سے باطل کا ازالہ ضرور ممکن ہے۔

## حق اور باطل کی آمیزش کیوں کی جاتی ہے؟

عموماً نفس امارہ کی تائید اور مطالبہ کے باعث باطل کو حق کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے۔ ورنہ خدائے علیم و خبیر نے اپنی آیات کھلی کھلی، واضح اور روشن انداز میں بنی نوع انسان تک پہنچائی ہیں جن میں کسی قسم کے شبہ اور ابہام کا کوئی وجود نہیں ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام نے بھی حق و باطل سے متعلق تمام معاملات میں ہمیشہ دو ٹوک فیصلہ صادر فرمایا ہے اور کسی مصلحت پسندی اور ترغیب نفس کے زیر اثر انہوں نے احکام خداوندی میں کسی قسم کی ترمیم و تحریف نہیں کی۔ پھر خالق حقیقی نے اشرف المخلوقات انسان کو عقل سلیم کی دولت سے نوازا اور نیک و بد کی تفریق کو خوب سمجھنے کی توفیق بھی عطا فرمائی اور انسان کے اوپر ایک نگہبان کو مقرر فرمایا جو ہر درست کام اور حق بات میں اس کی تائید کرتا ہے اور ہر باطل کام کے آغاز میں اسے ملامت کرتا ہے اور انجام میں ندامت کے تازیانے برساتا ہے اور اس نگہبان کا نام ضمیر انسانی ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ اتنے سارے اسباب اور وسائل کی موجودگی میں یہ بات سراسر خلاف عقل ہے کہ انسان نیک و بد اور سچ اور جھوٹ کی تمیز سے عاجز اور عاری رہ سکے۔ پس اگر کوئی شخص اس تمیز اور تفریق کو روا نہیں رکھتا تو یقیناً یہ امر اس آدمی کی ہوائے نفسانی کی اندھی کی تقلید کے سبب سے ہے۔ جس کے باعث وہ کہیں مصلحت کوشی سے کام لیتا ہے۔ کہیں احکام اسلام کی من پسند تاویلیں پیش کرتا ہے اور کہیں سراسر خلاف شرع احکام کو خوش نما لباس پہنا کر جواز کے حلقے میں لے آتا ہے۔

## اسلام میں ملاوٹ جائز نہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا **من غش فلیس منا** ○ جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ سادہ لوح افراد اس حدیث شریف کا مطلب صرف اتنا سمجھتے ہیں کہ اس سے کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ مراد ہے جیسے دودھ میں پانی کی ملاوٹ۔ یقیناً ملاوٹ کی یہ قسم بھی نقصان دہ ہے لیکن اس سے زیادہ خطرناک ملاوٹ ایمان اور عقیدے میں ہونے والی ملاوٹ ہے اور حق بات میں ہونے والی جھوٹ کی ملاوٹ ہے۔ اعمال صالحہ میں ہونے والی اعمال قبیحہ کی ملاوٹ ہے۔ ملاوٹ کی اس خطرناک ترین صورت سے بچنا ہر مسلمان کے دائرہ اسلام میں داخل رہنے کی بنیادی شرط ہے۔

## اپنی پسند کا اسلام

یاد رہے اسلام کی صرف وہی صورت اللہ اور رسولؐ کے ہاں قابل قبول ہے جس کی تعلیم قرآن مجید اور سنت نبویؐ سے ملتی ہے۔ جو لوگ اپنی ذاتی پسند اور ناپسند کی بنیاد پر اسلام کے صاف، روشن اور واضح احکام میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں وہ بدعتی ہیں اور بدعتی قیامت کے روز جہنمیوں کے کتے ہوں گے۔ اگر کسی شرپسند کا نفس امارہ اسے اسلام کے کسی بنیادی اصول اور قانون سے انحراف اور بغاوت کا مشورہ دیتا ہے۔

اور اگر اسے ہر حال میں شیطان کی پیروی کرنی ہے تو ایسے شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے قول و فعل کو محض انفرادی حیثیت تک محدود رکھے تاکہ دیگر اہل اسلام دھوکے کا شکار نہ ہوں اور دین اسلام میں کسی قسم کی رخنہ اندازی نہ ہو۔

## اسلام اور دیگر ازموں کا ملاپ

ماضی قریب میں کئی طرح کی ازموں نے عالم انسانیت کی توجہ اپنی طرف مبذول رکھنے کی سعی کی ہے جن میں فاشزم (فسطائیت)، کمیونزم (اشتراکیت)، اور کیپٹلزم یا سرمایہ دارانہ نظام کے نام نمایاں ہیں۔ یاد رہے کہ یہ نظام ہائے حیات انسانی اوہام، خام خیالی اور جذبہ و شعور کی ناپختگی کی پیداوار ہیں اور ان کا سرچشمہ وحی الٰہی ہرگز نہیں ہے اس لئے یہ سب نظام نامکمل، ناپختہ اور حق و صداقت کی راہ مبین سے کوسوں دور ہیں۔ یہ سب نظام نظام الٰہی یعنی اسلام کے مقابلے میں بدرجہا کمتر ہیں پس اگر کوئی شخص نظام اسلام کے ساتھ کسی اور نظام کی آمیزش کرنا چاہے تو یہ اس کی سوچ کی ناپختگی کی علامت ہے پس اسلامی سوشلزم، اسلامی کیپٹلزم یا اسلامی فاشزم کی اصطلاحات سراسر لغو ہیں اور حق کو باطل سے ملانے کی اس شرمناک سازش کا حصہ ہیں جس سے خالق حقیقی نے واضح انداز میں باز رہنے کی تنبیہ فرمائی ہے۔

## اسلام میں مشرکانہ رسوم و رواج کی آمیزش

یہ ایک اور خطرناک صورت حال ہے۔ جس سے آج دین اسلام کو قدم قدم پر واسطہ پڑ رہا ہے۔ واضح رہے کہ اللہ اور رسولؐ نے واضح طور پر بت پرستی اور قبر پرستی کی تمام صورتوں سے منع فرمایا ہے اس کے باوجود ہمارے ہاں کا اسلام بیرونی اثر اور نفوذ کے نتیجے میں مشرکانہ رسوم و رواج کا ایک ملغوبہ بن چکا ہے۔ ہم کسی نہ کسی صورت میں بت پرستی کی متعدد صورتوں کو گلے سے لگائے ہوئے ہیں۔ جن کی نشاندہی نوائے صوفیہ میں پہلے ہی کی جا چکی ہے۔ اگر کوئی آدمی بت پرستی کو محبوب رکھتا ہے تو خدا تعالیٰ نے لا اکراہ فی الدین ○ فرما کر ایسے آدمی کو مختار بنایا ہے کہ وہ بے شک شب و روز صنم پرستی سے اپنا جی خوش کرتا رہے لیکن اس شغل مذموم کو دین کا حصہ بنانا اور جواز کا لباس پہنا کر دیگر اہل ایمان کی گمراہی کا سبب پیدا کرنا سو فیصد قابل مواخذہ فعل ہے۔

## دور جدید میں حق اور باطل کی آمیزش

فی زمانہ حق اور باطل کا امتیاز رکھنا اور بھی دشوار ہو گیا ہے۔ اس دور کا انسان ایک بین الاقوامی معاشرے (GLOBAL COMMUNITY) کا فرد ہے۔ رسل و رسائل کی سہولتوں اور میڈیا کی ترقی نے ملکوں اور قوموں کے بیچ تمام فاصلے مٹا کر اہل عالم کو ایک دوسرے کے اس قدر قریب کر دیا ہے کہ وہ ایک ہی خاندان کے افراد بن گئے ہیں۔ ایسے حالات میں انسانوں کا ایک دوسرے سے متاثر ہونا ایک فطری امر ہے۔ پس جدید معاشی نظام کے ہمہ گیر اثرات نے اہل اسلام کو گوناگوں مسائل اور مشکلات سے دوچار کیا ہے۔ بینکنگ کے نظام اور سود کی تباہ کاریوں سے بچنا ایک زاہد اور متقی انسان کے لئے بھی امر محال بن چکا ہے۔ اور رزق حلال کا حصول بھی اسی قدر دشوار ہو گیا ہے۔

اسی طرح میڈیا کی ترقی نے ہر گھر اور خاندان میں تباہی و بربادی کا سامان پیدا کیا ہے۔ آج لہو و لعب کو جس سے اسلام نے منع فرمایا ہے لازمہ حیات سمجھا جاتا ہے، فلم اور تھیٹر سے وابستہ لوگ جن کا ذکر ماضی قریب میں شریف اور شائستہ گھرانوں میں معیوب سمجھا جاتا تھا آج تہذیبی ترقی کی علامت بن گئے ہیں۔ ڈش انٹینا کی تباہ کاریاں اس پر مستزاد ہیں۔

پس ہمارے دور کا مسلمان مسجد میں جا کر نماز باجماعت تو نہایت خشوع اور خضوع سے ادا کرتا ہے مگر گھر واپس آکر

(گزشتہ سے پیوستہ)

# مجموعہ شریعت محمدیہ

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

**واما موجبات التیمم ....... الصواب ھو التیمم ولا الوضوء**

ترجمہ: تیمم واجب کرنے والی چیزیں (۱) پانی کا نہ ملنا۔ چنانچہ اگر جانے پہچانے راستوں میں سے کسی راستے میں پانی کے نہ ہونے کا یقین ہو کہ نماز کے وقت پانی تک نہیں پہنچ سکے گا تو پانی ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے لہذا وضو کرے اور شروع وقت میں یا وقت کے کسی اور حصے میں نماز پڑھ لے اگر ایسی صورت نہ ہو تو اپنی حالت اور اپنے ساتھی کی حالت کے مناسب انداز میں پانی ڈھونڈلے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے مقامات میں جہاں دشمنوں کا یا سخت گرمی یا سخت سردی کا خوف ہو پانی ڈھونڈھنے میں مبالغہ سے کام لینا جائز نہیں ہے یا کسی ایسے مقام میں جہاں کوئی نہ کوئی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو۔ پانی ڈھونڈنا۔ یہ کام خود دیکھ کر، چل کر دوسرے کو بھیج کر باخبر آدمی یا راہ گیر کے ذریعہ معلوم کرکے یا کسی اور صورت سے ہو سکتا ہے۔ (۲) پانی کے استعمال کی دشواری اس کی صورت یہ ہے کہ اپنی پیاس اپنے ساتھی کی پیاس یا اپنی سواری کی پیاس یا اپنی سواری کی پیاس کا خوف فی الحال ہو یا آئندہ ہو یا اس بیماری کا خوف ہو جسے پانی ضرر دیتا ہے یا اس زخم کا خوف جسے پانی نقصان دیتا ہے یا ان کے علاوہ دوسری رکاوٹیں ہوں چنانچہ ایسے موقعوں پر درست صورت تیمم ہے وضو نہیں۔

## وضاحت:

وضو اور غسل کے اسباب وجوب کے بیان کے بعد مندرجہ بالا عبارتوں میں دونوں کے نعم البدل تیمم کے اسباب وجوب کا بیان کیا گیا ہے۔ وجوب تیمم کے اسباب مختصر طور پر دو بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ پانی کا دستیاب نہ ہونا۔

۲۔ پانی کا استعمال کرنا دشوار ہونا۔

اگر کسی کو یہ امر پایہ یقین کو پہنچ جائے کہ یہاں پر پانی موجود نہیں۔ پانی کی منزل اس قدر دور ہو کہ وہاں پہنچنے تک نماز کا وقت فوت ہو جائے تو ایسی صورت میں پانی کی تلاش کی ضرورت نہیں تیمم کرکے نماز پڑھ لے۔ اگر اس قسم کا یقین نہ ہو تو بقدر حاجت پانی کی تلاش میں نکل جانا واجب ہوتا ہے۔ اگر جگہ پر امن ہو تو پانی کی تلاش میں خوب دوڑ دھوپ کرے۔ اگر جگہ پر خطر ہو یا شدید گرمی پڑ رہی ہو یا شدید سردی کی لہر آئی ہوئی ہو تو ایسے تکلیف دہ مواقع میں پانی کی تلاش میں زیادہ دوڑ لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔

## ذرائع

پانی کی دستیابی درج ذیل صورتوں میں ہو سکتی ہے:۔

۱۔ پانی پر خود آدمی کی نظر پڑ جائے۔

۲۔ چلتے چلتے پانی مل جائے۔

۳۔ کسی کو روانہ کرکے پانی حاصل کیا جائے۔

۴۔ کسی واقف آدمی سے پوچھ کر پانی حاصل کیا جائے۔

۵۔ کسی راہ گیر کے ذریعے پانی کا پتہ چل جائے۔

۶۔ قیمت دے کر پانی حاصل کرنا پڑے جبکہ آدمی آسانی سے ایسا کر سکتا ہو یعنی اگر کوئی شخص اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے پانی کی خریداری ضروری نہیں۔ اس صورت میں اس فرد کیلئے پانی کی عدم دستیابی متصور ہو گی۔

## دشواری

۱۔ پانی کے ہوتے ہوئے پانی کا استعمال کرنا دشوار ہو جائے تو یہ صورت بھی پانی کی عدم دستیابی والی ہے۔ مثلاً حالت سفر میں پینے کے لئے پانی کا وجود ضروری ہو۔ پانی اس قدر ہو کہ وہ صرف پینے کے لئے ہی ہو۔ اگر اسے وضو کرنے کے لئے استعمال کیا جائے تو پیاس لگنے پر خود کو تنگی کا سامنا ہونے کا اندیشہ ہو اور اس سے ساتھی بھی مشقت میں پڑ سکتا ہو نیز سواری کے جانور کے لئے بھی پانی درکار ہو۔ مشکل حالت فی الحال درپیش ہو یا آئندہ کے لئے درپیش ہو تو دونوں صورتوں میں پانی کو محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ آدمی تیمم کر کے نماز پڑھے۔

۲۔ کوئی ایسی بیماری لاحق ہو جس کے لئے پانی کا استعمال نقصان دہ ہو۔

۳۔ کوئی ایسا زخم لگ گیا ہو جس کو پانی کا استعمال ضرر پہنچاتا ہو تو ایسی صورتوں میں تیمم کرلے۔ پانی کا استعمال نہ کرے۔

### بلند اور سرد پہاڑی مقامات

بلندی پر واقع انتہائی سرد مقامات جیسے سیاچن گلیشیر وغیرہ پر آدمی کو قیام کرنا پڑے تو وہاں پر پینے کے لئے بمشکل پانی مل سکتا ہے۔ برف کو پگھلانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ بسا اوقات شدید ترین سردی کی وجہ سے تیل بھی آگ پکڑنے سے قاصر ٹھہرتا ہے۔ ماچس وغیرہ سے بھی آدمی کام لینے میں ناکام رہ جاتا ہے۔ ایسے مقامات پر پڑاؤ ڈالنے والے وضو کے بدلے میں بھی تیمم کریں گے اور غسل کے بدلے میں بھی تیمم کریں گے۔ کیونکہ ایسے مقامات پر پانی کے استعمال کی کوشش جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسے خطرناک مقامات پر مقیم ہونے کی صورت میں تیمم ہی پر اکتفا کرنا پڑتا ہے۔ نیز ان کے لئے پاپوش کا اتار دینا بھی نہایت دشوار کام ہے لہٰذا وہ بوٹ وغیرہ پہن کر ہی نماز ادا کر سکتے ہیں۔

(جاری ہے)

# محاسبہ نفس

طالب حسین پریشان

ہر روز درج ذیل سوالات کے جواب اپنے نفس سے حاصل کیجئے۔ امید ہے کہ یہ محاسبہ نفس ہم سب کو تقویٰ کی منزل سے قریب کردے گا۔

۱۔ کیا آج ہم نے اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کیا؟

۲۔ کیا آج ہم نے خلق خدا کی کوئی خدمت کی؟

۳۔ کیا آج ہم نے برائیوں کو دور کرنے اور اچھائیوں کو پھیلانے کی کوئی کوشش کی؟

۴۔ کیا آج ہم نے کسی بیوہ یا یتیم کی کوئی مدد کی؟

۵۔ کیا آج ہم نے اپنے کسی مستحق ہمسایہ کی کوئی خدمت کی؟

۶۔ کیا آج ہم سے کوئی ایسا فعل تو سرزد نہیں ہوا جس سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچی ہو۔

۷۔ کیا آج ہم نے اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کا کوئی موقع نکالا؟

۸۔ کیا آج ہم نے کسی اچھے کام کو کرنے سے روحانی لذت محسوس کی؟

۹۔ کیا آج ہم سے کوئی ایسا کام ہو سکا جس سے کسی کو کوئی فائدہ حاصل ہوا ہو؟

۱۰۔ کیا آج ہم نے کسی بھوکے کو کھانا یا کسی ننگے کو کپڑا دیا؟

۱۱۔ کیا آج ہم نے اپنے اہل وعیال کے لئے جائز ذرائع سے روزی حاصل کی؟

۱۲۔ آج ہم سے کوئی گناہ تو سرزد نہیں ہوا؟

۱۳۔ کیا آج ہم میں کسی موقع پر ظالم سے نفرت اور مظلوم سے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوا؟

۱۴۔ کیا آج ہم نے اپنی کسی اخلاقی کمزوری کو محسوس کیا؟

# حضرت سید علی ہمدانی کا نظریہ تصوف

سید احمد سعید ہمدانی

ادیان عالم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی دنیا میں کسی مذہب کا آغاز ہوا تو ابتدائی مدت میں اس کے ظاہری احکام اور ان کی باطنی حکمت کے درمیان تفریق و تخصیص ادا نہ رکھی گئی مگر بعد ازاں ہر بار ایسا ہوا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ظاہری احکام کی اطاعت پر زور دیا جانے لگا اور ان کی باطنی حکمت و مصلحت نظرانداز ہونے لگی۔ تب ظاہر کے اس جبر کے رد عمل کے طور پر اس مذہب کے پیروؤں میں ایسے حساس اور پابند مذہب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے جنہوں نے اس مذہب کی اندرونی تہہ کو ملحوظ رکھنے کی نہ صرف تاکید کی بلکہ اس امر کی تفہیم و تلقین بھی اپنے ذمہ لے لی۔ یہ لوگ اس مذہب کی سری روایت کے نمائندہ ٹھہرے۔ ہندو مذہب کے یوگی، بدھ مذہب اور تاؤ مت کے بھکشو، عیسائیوں کے راہب اپنے اپنے مذہبی حلقوں میں سری روایات کے حامل و عامل ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ آج دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جس کی اپنی سری روایت نہ ہو۔ اسلام بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

چودہ سو سال قبل جب اسلام کا ظہور ہوا تو قرون اولیٰ کے بعد تاریخ نے اپنے تئیں دہرایا۔ پہلے تو شریعت ہی ایک جامع لائحہ عمل تھا۔ چنانچہ اخلاص کے ساتھ اس کے تحت احکام و قوانین کی اطاعت کی جانے لگی مگر بعد ازاں محسوس کیا گیا کہ احکام کی ظاہری اطاعت تو جاری ہے لیکن اخلاص ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اس موقع پر ذرا گہری سوچ رکھنے والے مومنوں نے کچھ طریقے سوچے جن کی بدولت ان کے خیال میں اطاعت حق کے سلسلے میں ظاہر و باطن کی جامعیت حاصل کی جا سکتی تھی۔ انہوں نے عوام و خواص کو علم و عمل کے ذریعہ احساس دلایا کہ عمل میں اخلاص ضروری ہے۔ لہٰذا ہر مومن کو اپنی اپنی نفسیات کی پاسداری کرنی چاہیئے مثلاً مسلمان کو چاہیئے کہ ارکان دین کی پابندی کے پیچھے خشوع و خضوع، سوز و گداز اور حضوری کی کیفیات کو برقرار رکھے۔ نیز ذکر و فکر اور نیکیوں کی صحبت لازم گردانے۔ ان کی بدولت نیکی اور عبادت آسان ہو جائے گی، ہدایت ملتی رہے گی اور اللہ کے ہاں قرب کے درجات حاصل ہوں گے۔

اسلام میں اس سری روایت کے نمائندے صوفی کہلائے اور ان کے علم و عمل کے دائرے کو تصوف یا طریقت کا نام دیا گیا۔

اسلامی تاریخ میں صوفیا کرامؒ نے تعلیم و تربیت اور اشاعت و تبلیغ اسلام کی درخشاں مثالیں قائم کی ہیں۔ علماء و فقہا نے جہاں اسلام کے ظاہری قوانین کو مدون کیا، وہاں صوفیاء نے ان قوانین کی پابندی اور پاسداری کے لئے پیش کیا۔ تاہم جہاں انہوں نے ظاہری قانون کے جبر و استبداد کو محسوس کیا وہاں انہوں نے اس کے خلاف پر زور احتجاج بھی کیا۔ اسی طرح تبلیغ و اشاعت دین کے فریضے کو بھی صوفیاء کرام نے نہایت خوش اسلوبی سے نبھایا اور ہم دیکھتے ہیں کہ قرون وسطیٰ میں مختلف ممالک میں اسلام کے اولین مبلغ و معلم یہی حضرات گرامی تھے۔

صوفیا نے خانقاہیں بنوائیں جہاں انفرادی اور اجتماعی طور پر ذکر و فکر اور عبادات کے لئے لوگوں کو سہولتیں مہیا کی جاتی تھیں۔ مسافروں اور مسکینوں کے لئے سرائیں (ربا) اور لنگر خانے قائم کئے۔ قرآن و حدیث کی تفسیر و شرح پر درس دیئے۔ اس کے ساتھ روحانی و سری روایات کی پاسداری کے لئے طالبان حق کی تقریر و تحریر کے ذریعہ رہبری کی۔

گو صوفیا کرام کا کام کتابیں لکھنا نہیں ہے مگر ان بزرگوں نے کتب بھی تصنیف کیں۔ تصوف کی بنیاد اخلاق ہے چنانچہ بعض حضرات نے درستی اخلاق کے لئے ایسی کتب لکھیں جو اسلامی مدرسوں کے نصاب میں شامل ہوئیں (گلستان، بوستاں

اخلاق ناصری وغیرہ) دوسروں نے تصوف کی قدروں اور اصولوں کو ان کے پس منظر سمیت تحریر میں منضبط کیا اور کئی صاحب حال ایسے تھے جنہوں نے شعرو نثر میں روحانی واردات و تجربات نیز احوال و مقامات کی وضاحت کی۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرات صوفیا اپنے اپنے دور کی مخصوص صورت حال میں سرگرم رہے۔ لہٰذا جہاں ان کی طرز فکر اور طریق کار پر ان کے مخصوص ثقافتی و تہذیبی پس منظر کا اثر پڑا وہاں انہوں نے اخلاقی و تعلیمی رویے بھی عصری تقاضوں کی مطابقت میں اختیار کئے چونکہ ان کا مقصد قوم کی اخلاقی و دینی اصلاح کے ساتھ روحانی علویت کا حصول تھا، اس لئے انہوں نے اس حکمت و مصلحت کے مطابق عمل کیا جو ان کے قلوب پر الہام ہوئی۔ اپنے اپنے دور میں نہ صرف ان کے یہ عملی و تعلیمی رویے مناسب تھے بلکہ اگر عقلی تجزیہ کاری کی روشنی میں بھی دیکھا جائے تو بھی یہ صحیح اور برحق تھے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ بعض حالات میں صوفیا کرام نے زہد اور قناعت پر زور دیا کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ ابنا، دنیا کے درمیان ہوسناکی اور حرص کی دوڑ میں اسی رویے کی ضرورت ہے۔ کچھ حضرات نے اپنے زمانے میں توکل اور استغنا کے ساتھ اپنے طلب کو تسخیر و تصرف پر اکسایا کیونکہ مخصوص حالات میں طبیعتوں کو جوش دلانا مقصود تھا، بعض نے پرامن حالات دیکھ کر صرف خانقاہوں میں تعلیم و تربیت سے ہی سروکار رکھا۔ اسی طرح بعض بادشاہوں اور امراء کے ہاں بھی جاتے رہے اور بعض حضرات نے احتیاط کا راستہ اختیار کیا اور بلا ضرورت حکام و سلاطین کے پاس جانے سے احتراز کرتے رہے۔

اس نکتہ نظر سے ان کی کتب و رسائل کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اپنی ادبی تخلیقات اور فکری و تحقیقی تصنیفات میں بھی حضرات صوفیاء نے اپنے دور کے قارئین کی ضروریات کو پیش نظر رکھا۔ حضرت شیخ علی بن عثمان الہجویریؒ نے کشف المحجوب میں اپنے سے پہلے دور کے صوفیا کی روایات کو قلمبند کر کے تصوف کی ایسی وضاحت فرمائی جو علماء و حکماء کے لئے قابل قبول ٹھہرے۔ اور جسے پڑھ کر عام لوگوں میں بھی تصوف کی حقیقت کو سمجھنے کی اہلیت پیدا ہو۔ شیخ الاکبر محی الدین ابن العربی نے اپنے رسائل و کتب میں توحید کی ایسی شرح لکھی جو تمام ادیان میں مشترک ہے۔ ان کا مقصد سب کو ایک ایسے مرکزی نقطے پر لانا تھا۔ جہاں اسلامی توحید تمام مذاہب کے پیروں کے لئے قابل قبول ٹھہرے۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے دور میں ضرورت محسوس ہوئی کہ اب فرق و امتیاز روا رکھا جائے تو وہ اپنے تجربات و واردات روحانی کی روشنی میں توحید کی شرح کو اگلے نقطے پر لے گئے۔ حضرت سلطان باہوؒ نے فقر کی ایسی ظاہری و باطنی اقدار کی تعلیم دی جو قلب و روح میں محبت الٰہی کو تحریک دیتی اور کردار میں حرکی قوت پیدا کرتی ہے۔

گو یہ تفصیل طوالت اختیار کر گئی مگر اس سے یہ بتانا مقصود تھا کہ گو تصوف کی بنیاد وہی رہی اور اصول بھی وہی رہے لیکن عصری ضروریات اور تقاضوں کے مطابق نظریات بدلتے رہے۔ چنانچہ اپنے اپنے زمانے میں صوفیاء کرام نے فکر و نظر میں تنوع کو روا رکھا۔ اس طرح جہاں تصوف جمود سے محفوظ رہا وہاں صوفیا کرام کے نظریات تصوف بھی مثال بن گئے۔ متقدمین نے آنے والے صوفیوں اور مفکروں کے لئے اس امکان کا دروازہ کھلا رکھا کہ اگر ضرورت پڑے تو نئے نظریات قائم کریں اور اگر چاہیں تو پہلوں کے نظریات سے اکتساب فیض کریں۔

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی (شاہ ہمدانؒ) آٹھویں صدی ہجری کے ایک عظیم صوفی مفکر تھے۔ جنہوں نے تمام عمر ایک صوفی معلم و مبلغ کی حیثیت سے خلق خدا کی خدمت کے لئے وقف کئے رکھی اور ان کی مساعی سے ان کے دائرہ اثر میں دور رس مرتب ہوئے۔ ان کے متعلق ایک مقالہ نگار نے لکھا ہے۔

شاہ ہمدانؒ ایک باصفا صوفی اور پاکباز عارف اور صاحب نظر ولی تھے اور ان کا طریق تصوف، مسلک درویشی اور مشرب عرفان و معرفت تھا۔

حضرت سید علی ہمدانی کی کتب کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ وہ فقہی علوم، علم کلام، علم کلام اور کئی دوسرے شعبہ ہائے علم میں بھی دوسرے علماء سے کم نہ تھے مگر ان کا طریق فقیری و درویشی تھا۔ انہوں نے شروع سے خانقاہوں میں تربیت پائی اور پھر ایک صوفی مرشد و معلم کی حیثیت سے رشد و ہدایت کے کام پر مامور رہے۔ تصوف کی تکمیل کے بارے میں ان کا اپنا اقرار یہ ہے کہ "ہمدانی گنج یافت کہ از افہام و عقول مبراست"

اہل تصوف کے مکارم اخلاق اور ان کے مقامات سلوک

کے بارے میں آپ نے تقریباً وہی کچھ لکھا ہے جو ہمیشہ صوفیا بیان کرتے ہیں مثلاً آپ بنیادی محاسن اخلاق کا ذکر کرتے ہیں اور مقامات سلوک اور احوال کی وضاحت فرماتے ہیں جیسے توبہ، زہد توکل، قناعت، عزلت، ذکر توجہ صبر، مراقبہ، رضا وغیرہ یہاں تک تو ان کا نصاب تعلیم و تربیت وہی ہے جو صوفیا کرام نے اپنے علم کی روشنی میں ترتیب دیا ہے۔ مگر چند اہم خصوصیات ان کی سوانح اور طریقہ تعلیم و تربیت میں ایسی نظر آتی ہیں جو ان کے نظریہ تصوف کو دوسروں سے ممیز کرتی ہیں۔ ان میں سب سے نمایاں سیاحت و سفر ہے۔

آپ ایک سائح درویش تھے۔ تصوف و سلوک میں روحانی تربیت کی تکمیل کے بعد مرشد اپنے نائبین میں سے ہر ایک کو کسی کام پر لگا دیتے ہیں۔ بعض کو کسی خانقاہ میں بیٹھنے اور مقیم رہ کر "دوکان عشق" کھولنے اور چلانے کا حکم ہوتا ہے اور بعض کو سفر میں رہ کر تعلیم دینے اور فیض روحانیت عام کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے حضرت سید علی ہمدانی ثانی الذکر گروہ میں سے تھے۔ ان کے مرشد حضرت شیخ محمود مزدقانی نے انہیں سفر کرنے کے لئے کہا تھا۔ چنانچہ تقریباً اکیس سال آپ سفر میں رہے۔

سفر کو "وسیلہ ظفر" کہا گیا ہے۔ یہ نہایت اعلیٰ سطح پر ایک ذریعہ تعلیم بھی ہے۔ باہمت طالب علموں اور اولوالعزم درویشوں کو عام طور پر ان کے اساتذہ و مرشدین نصابی و رسمی تعلیم کی تکمیل کے بعد سفر پر روانہ ہونے کا مشورہ دیتے ہیں کیونکہ جس قدر سفر سے تکمیل ذات میں مدد ملتی ہے اتنی کسی اور ذریعہ سے حاصل نہیں ہوتی۔ حضرت شیخ احمد جام نے فرمایا تھا۔

ظہور مرد دانا در سفر شد
ہمیشہ مرد دانا در سفر بہ

(عقلمند آدمی کی دانائی سفر میں ظاہر ہوتی ہے۔ اچھا یہی ہے کہ مرد دانا ہمیشہ سفر میں رہے)

حضرت سید علی ہمدانی نے دو طرح کے سفر کئے۔ ابتدائی سفر تو ایک سالک کی حیثیت سے کئے جن سے تجربات کی وسعت پذیری مطلوب تھی۔ مگر بعد کے سفر انہوں نے خود ایک مرشد کی حیثیت سے کئے۔ ایران، عرب، ترکستان، گلگت، لداخ اور کشمیر کی طرف ان اسفار میں کئی سو طلاب اور مریدین ان کے ساتھ ہوتے تھے جن کی تعلیم و تربیت سفر و حضر میں جاری رہتی تھی۔

انہی حالات میں طالبوں میں شاگردوں کو اہل طریقت کے اسرار و رموز کی تشریح سے مستفیض فرماتے اور خود اپنی علمی و ادبی کتب کا درس بھی دیتے تھے۔ اس طریق سے تربیت یافتہ ان خلفاء کو انہوں نے مختلف ولایات میں لوگوں تک فیض پہنچانے کے لئے مقرر فرمایا۔

گو یوں تو تصوف میں ہر سالک یا طالب حق کو عبادات یا درستی اخلاق کے لئے محنت و ریاضت کرنی پڑتی ہے مگر سفر میں محنت و رنج کشی اور صعوبت و تکلیف کا مزا اور ہے اور اس کے ثمرات بھی اور ہیں۔ حضرت سید علی ہمدانی کے طریقے میں سفر ایک مستقل عمل نظر آتا ہے۔

تصوف میں معلم اور ان کی تعلیم کو جدا نہیں کیا جا سکتا۔ چونکہ ارشاد معلم کی تعلیم اس کے اپنے تجربات و واردات سے مستفیض ہوتی ہے اس لئے خود اس کی ذات اور اس کا عمل نمونہ تعلیم و آموزش بن جاتا ہے۔ حضرت سید علی ہمدانی کے حالات کے مطالعہ سے نظر آتا ہے کہ آپ مبارزت (challenge) قبول کرنے پر ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔ سفر میں رہنے والے درویش میں تو ویسے بھی یہ خصوصیت ہونی چاہئے کیونکہ سفر میں ہر وقت ناگہانی حالات پیش آتے رہتے ہیں۔ ایک بار حضرت سید علی ہمدانی نے کہیں پڑھا کہ حضرت شیخ الاکبر محی الدین ابن العربی نے ستر دن تک کچھ نہیں کھایا پیا۔ آپ نے اپنے امتحان کے لئے ایک سو ستر دن تک فاقہ کیا اور فرمایا کہ میں زندگی بھر ایسا کر سکتا ہوں۔

بدیں سبب آپ کے نظریات تصوف میں سفر کے بعد مبارزت طلبی کی قدر بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر یہ نہ ہوتی تو آپ کے خلفاء و مریدین ایران سے دور کشمیر و ترکستان میں برائے رشد و ہدایت منتقل ہو کر اس قدر کام نہ کر سکتے۔ جس کے نتیجہ میں یہ خطہ تہذیبی و ثقافتی لحاظ سے بقول اقبال "ایران صغیر" بن گیا۔

آپ کے طریقہ میں ایک روایت "فتوت" کی بھی تھی جو باقاعدہ رسمی طور پر بھی (یعنی یکے بعد دیگرے شجرہ کے ساتھ) آپ تک پہنچی اور آپ نے بھی بطریق احسن اس کا حق ادا کیا۔ فتوت کا تعلق خاص طور پر بیرون خانقاہ کی زندگی اور اس کے معاملات سے زیادہ تھا۔ "فتیان" (واحد فتی بمعنی نوجوان) اہل طریقت کا وہ منظم گروہ ہوتا تھا جو مظلوم اور ضرورتمند انسانوں کے لئے اپنا

جان و مال وقف رکھتا تھا۔ فتوت کی اہمیت کا اندازہ کیجئے کہ حضرت سید علی ہمدانیؒ اسے سلوک کا ایک مرحلہ، فقر کا ایک جزو یا مقام اور ولایت کی ایک قسم شمار کرتے ہیں۔ اہل فتوت ایک دوسرے کو "اخی" (بھائی) کہتے تھے۔ اپنے اخلاق کی حفاظت کرتے تھے اور ہر دم خدمت خلق کے لئے تیار رہتے تھے۔ رسالہ "کتاب الفتوت" میں ان کے اعلیٰ خصائص آپ نے یوں بیان فرمائے ہیں۔ "اے عزیز! اخی باید کہ بمکارم اخلاق موصوف بود و بخصائل پسندیدہ آراستہ باشد۔ باپیران بحرمت باشد، باجوانان بنصیحت، باطفلان بشفقت، بضعیفاں برحمت، بادرویشاں بہ بذل و سخاوت، با علماء بتوقیر و حشمت، باظالمان بعداوت، بافاجران بابانت، باخلق باحسان و مروت، باحق بتضرع و استکانت، بنفس بجنگ، باخلق بصلح، باہوا بمخالفت، باشیطان بمحاربت، برجفائے خلق متحمل، در مقابل اعداء حلیم، در وقت مصائب صابر، در حالت رجا شاکر، بعیوب نفس خود عارف، از ذکر عیوب خلق ساکت، اندوہ و مصیبت خلق راہ کارہ، بتقدیرات قضائے ازلی راضی، از بدعت و ہوا دور، قدم در شریعت راسخ، نفس در طریقت ثابت، از مواضع تہمت محترز، بر علم نجات حریص، از اہل غفلت متنفر، در سفر مصاحبان را بطاعت معاون، بر جماعت مواظب، زر دستان را ناصح، باندک دنیا قانع، در احوال و اہوال آخرت متفکر، از افعال و اقوال خود خائف، از فضیحت و رسوائی قیامت ترسال و بفضل و عنایت دیان امیدوار۔

گو یہ ایک آئیڈیل انسان کی خوبیاں ہیں مگر ان کے مواقع عمل سے ظاہر ہے کہ فتوت کا مقصد در حقیقت حقوق العباد کی اجتماعی پاسداری اور ادائیگی تھا۔ حضرت سید علی ہمدانیؒ جب کشمیر میں کئی سو سادات اور مریدین کے ساتھ ترکستان اور کشمیر میں وارد ہوئے تو انہیں تمام علاقوں میں پھیل جانے اور لوگوں کو "علم و صنعت و تہذیب و دین" سکھانے کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ یہ وہ اولوالعزم لوگ تھے جو فتوت و طریقت دونوں سے یکساں نسبت رکھتے تھے۔

تاریخ تصوف میں حضرت سید علی ہمدانیؒ اس لحاظ سے ایک نمایاں شان کے حامل نظر آتے ہیں کہ انہوں نے سفر و سیاحت کے ذریعہ طریقت و فتوت کی دونوں روایات کو قائم رکھا۔ یہ ایک بہت مشکل کام تھا۔ مگر حضرتؒ کی طبیعت میں عزم و ہمت کی بلندی کا یہ عالم تھا کہ آپ نے یہ کام آسان کر دکھایا۔ اپنی غزلوں میں بھی انہوں نے ان خوبیوں اور ان سے متعلق امور کا بار بار ذکر کیا ہے۔

سلامت جوئی محرومی ز ذوق منصب شاہی
سر ملک آں یابد کہ عرش پر خطر باشد
جز و کل جویاں خاک کوئی آں عالی مقام
ہر کہ یابد نکہتے عرش باقصا می کشد

ان حالات میں کام کرنے کے لئے جاں بازی و جاں سپاری کی ضرورت ہے اور یہ بغیر عشق کے ممکن نہیں۔ غزلیات میں ان باتوں کی تکرار بھی موجود ہے۔

شیوہ ایں رندان درگاہ جانبازی بود
چوں تو ایں بازی نداری در رہ او کج مباز
پیش باران بلائے دوست ہر کو سر نہاد
بر فراز خارم علوی کنندش سرفراز

نقد حیات خواہی جاں کن فدائے جاناں
کیں است در رہ عشق آئین مہربانان

ساز راہ عشق سر بازی و بدنامی بود
گر سر ایں راہ داری درپی ایں ساز شو
تا کجے ہچو زنان ایں راہ و رسم و رنگ و بوی
راہ مرداں گیر و با صاحبدلاں ہمراز شو

صوفیاء کرام چونکہ دنیاوی لذتوں اور عیش و عشرت کے ہنگاموں سے دور رہتے تھے اور بادشاہوں اور امیروں کے محلات و دربار عام طور پر لذت کوشی اور عیاشی کے مراکز تھے اس لئے وہ سوائے اشد ضرورت کے ادھر کا رخ نہ کرتے تھے۔ ہندوستان میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کے خلفاء سلاطین کے درباروں میں خود بھی نہ جاتے تھے اور اپنے جانشینوں کو بھی حتی الوسع دور رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے پیرو البتہ احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے بادشاہوں کے پاس جانے سے منع نہ کرتے تھے۔ بایں ہمہ ان کے اپنے آنے جانے میں ایسی کوئی باقاعدگی بھی نہ تھی۔ پھر ایسا بھی ہوا ہے کہ بادشاہوں نے صوفی بزرگوں کو کسی اہم سفارت کے لئے چن لیا۔ جیسے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اور حضرت ابن العربیؒ کو ایک بار کسی معاملہ کی سفارت کے لئے

بھیجا گیا مگر ان صوفیاء نے ان کاموں کو بھی ہنگامی فرائض کے طور پر ادا کیا اور پھر اپنی خانقاہوں اور زاویوں میں آکر بیٹھ رہے اور بدستور علمی و درسی اور تربیتی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے۔

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کا نظریہ ان سب سے الگ تھا۔ آپ نے حکومت و سیاست اہمیت کو پوری طرح محسوس کیا اور اپنے تئیں اس کا اہل سمجھا کہ بادشاہوں اور حاکموں کی طرف توجہ منعطف فرمائیں اور بذریعہ مشاورت و ہدایت انہیں عدل قائم کرنے پر آمادہ کریں۔

آپ نے خاص طور پر کتاب "ذخیرۃ الملوک" لکھی جس میں بادشاہوں کو رموز مملکت بتائے اور ان کو آگاہ کیا کہ ان کی اہم ترین اور اصل عبادت ملک میں عدل کا قیام ہے۔ بادشاہی و سلطنت کی دس شرطوں میں پہلی دو آپ نے یہ لکھی ہیں۔

شرط اول یہ ہے کہ رعایا کو جو واقعہ پیش آوے۔ بادشاہ اور حاکم اپنے آپ کو اس حادثہ میں رعایا سے ہی ایک تصور کرے اور دوسرے کو اپنا حاکم سمجھے۔

شرط دوم مسلمانوں کی حاجتوں کے قضا کرنے کو ہی بہتر عبادت سمجھے۔ اور جب اس کو یہ معلوم ہو کہ ایک مسلمان اس کے دروازے پر محتاج اور منتظر بیٹھا ہے۔ جب تک اس کی حاجت روانہ کرے۔ کسی عبادت میں مشغول نہ ہو۔

افلاطون نے تو "فلسفی بادشاہ" کو مثالی حکمران گردانا تھا مگر علم سیاست پر لکھنے والے مسلمان علماء میں حضرت سید علی ہمدانیؒ وہ واحد مفکر ہیں جنہوں نے "صوفی بادشاہ" کا تصور پیش کیا۔ آپ نے نبی بادشاہوں اور خلفائے راشدین کے واقعات لکھنے کے بعد واضح فرمایا ہے۔ اے عزیز! یہ سب حکایات جو ہم نے بطور آنموذج لکھے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور خلفائے راشدین نے (اللہ کا ان پر سلام اور درود ہو) سلطنت اور بادشاہی میں کس طرح حکومت کو نباہا اور باوجود بادشاہی طاقت اور خزائن کے اپنے نفس کو کس قدر تنگ رکھا اور دنیاوی مصائب پر کیسے حوصلہ سے کام لیا اور اگرچہ انہوں نے معدلت اور شفقت اور احسان کے باب میں نہایت درجہ پر کوشش کی مگر پھر بھی ولایت اور حکومت کے خطروں سے بے خطر نہ رہے۔

آپ کے نزدیک مسلمان بادشاہ کی تعلیم و تربیت کے لئے ضروری ہے کہ وہ تصوف میں احوال و مقامات طے کر کے تکمیل کرے یا نہیں مگر اسے اہل طریقت کے طور طریقوں سے علمی و عملی طور پر آگاہ ہونا چاہئے۔ یہ بھی لازم ہے کہ وہ ان کی صحبت میں رہا کرے بلکہ بادشاہ یا حاکم کے لئے انہوں نے ضروری سمجھا ہے کہ وہ ان سے ہدایت حاصل کرے۔ اگر کوئی شیخ کامل نہ ملے تو ایسے خیر خواہ مصاحبین کا دم غنیمت جانے جو اسے عیوب و نقائص سے مطلع کریں۔

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ فرماتے ہیں۔ مولا پاک کی یہ سنت ہے کہ ہر ایک زمانہ اور قرن میں عبودیت کے بساط پر بہت سے ابراہیم صفت مسند ہدایت پر جلوہ افروز ہوتے رہیں گے جو عالم حقیقت کے بادشاہ اور ارباب طریقت کے رکن ہوں گے۔ ان کا کام یہ ہو گا کہ صفائی کے منازل کو وفا کے قدموں سے طے کریں گے اور نصائح کے ناخنوں سے اہل جفا کے نفوس کی اراضی سے بدبختی کے کانٹے نکالتے رہیں گے اور ان مقبولوں کی فیض صحبت اور بام رحمت سے بے چارے گناہ گار بدبختی کے درکات سے خلاصی پاویں گے۔ گویا ان کا وجود پاک اور ان کا ہونا کون و مکان کا زبدہ اور زمانہ کا خلاصہ خیال کرنا ہو گا۔ جن کو زمانہ کا مجدد کہنا زیبا ہو گا۔

گو دوسرے صوفیاء نے بھی اس قسم کے اولیاء اللہ اور صالحین کا ذکر کیا ہے مگر حضرت سید علی ہمدانیؒ نے بادشاہوں اور حکمرانوں کو خاص طور پر سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ کہ دعا، برکت، نصیحت اور مشورہ کے لئے ان کی طرف رجوع کرو۔ آغا حسین شاہ ہمدانی نے اپنے مقالہ میں لکھا ہے "سید علی ہمدانیؒ واحد صوفی بزرگ ہیں جنہوں نے ملک میں صوفی مصلح کی موجودگی کا خیال پیش کیا ہے تاکہ وہ حکمران پر نگران رہے اور اسے صراط مستقیم پر رکھے۔ آپ کے فلسفہ سیاست کا یہ نظریہ آپ کو دوسرے صوفیوں سے ممتاز کرتا ہے جو صوفیوں کے لئے ایسے کی رول کے بارے میں نہیں سوچتے"۔

یوں تو تمام مسلمان مفکرین و مصلحین حکمرانوں کو عدل و احسان کے ساتھ حکومت کرنے کی تلقین کرتے ہیں مگر حضرت سید علی ہمدانیؒ نے صرف تلقین ہی نہیں فرمائی بلکہ عملی طور پر عوام کی اقتصادی فلاح اور معاشرتی اصلاح کے لئے تربیت یافتہ مرید ملک میں پھیلا کر حکمرانوں کی مدد بھی کی۔ دوسری طرف انہوں نے ریاست کے ہر فرد کو "محتسب" کا فرض سونپ

دیا ہے گو اس احتساب کو موقع و محل اور طریق کار اور صورت حال کے ساتھ مشروط کیا ہے مثلاً کسی شخص کو اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ احتساب کے نام پر فتنہ و فساد برپا کرے۔

امیر کبیر حضرت سید علی ہمدانی نے "منصب سلطنت" کو بہت اہمیت دی کیونکہ خلق خدا کا امن و چین اور فلاح و بہبود براہ راست اس سے وابستہ ہے۔ ان کے نزدیک "حاکم عادل" ہی "مصلح کامل" ہے۔ فرماتے ہیں کہ شروع میں بادشاہی اور نبوت یکجا تھیں کیونکہ "اول کسے کہ منصب سلطنت قبول کرد و بالائے حقوق ایں امر رفیع قیام نمود آدم بود صلوٰۃ اللہ علیہ" بعد میں نبوت و بادشاہی کبھی ایک ہستی میں جمع رہیں اور کبھی یہ مناصب الگ الگ سونپے جاتے رہے۔

مزید تفصیلات و جزئیات سے گریز کرتے ہوئے۔ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ امیر کبیر حضرت سید علی ہمدانی ان مشائخ کبار میں سے تھے جو صوفیا۔ کرام میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہوئے الگ نظریہ بھی رکھتے ہیں۔ آپ کے سلوک میں دنیاوی زندگی میں حقوق العباد کا اس قدر خیال رکھا گیا ہے کہ ایک جگہ آپ نے رسول اکرم کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ "خدا کی طرف اتنے راستے ہیں جتنے خلق اللہ کے سانس" اور فرمایا ہے "لیکن ان تمام رستوں سے زیادہ نزدیک اور مفید اور کوئی نہیں سوائے اس کے دلوں کو آرام پہنچایا جائے اور ہم نے بھی اسی راہ سے مقصود حاصل کیا ہے اور اپنے دوستوں اور یاروں کو اسی راستے کی وصیت کی ہے۔"

اس زندگی میں خلق خدا سے ہمدردی اور محبت نیز حکومت و سیاست کے ذریعہ قیام عدل نے آپ کے نظریہ تصوف کو وہ رنگ دیا ہے کہ آپ بزرگان طریقت کی صف میں ایک امتیازی وصف کے حامل نظر آتے ہیں۔ یعنی جہاں آپ نے سیاحت و سفر کو ایک مستقل قدر کے طور پر اپنے سلوک میں جگہ دی اور ں کے ساتھ عزم پر خطر ہمت عالی، سخت کوشی اور جاں سپاری و جاں بازی کے خصائص کو سراہتے ہوئے اپنے مریدین کو ان کے اپنانے کی تلقین فرمائی۔ بادشاہوں اور حکمرانوں کے قرب میں بھی آپ نے کوئی وسوسہ محسوس نہیں کیا کیونکہ ظاہری حکومت و سیاست کی اہمیت سے بھی آپ آگاہ تھے۔ جہاں تیمور کو آپ نے ڈانٹا اور اس کی سطوت کو عدل کے بغیر بے معنی قرار دیا وہاں دوسرے بادشاہوں اور حکمرانوں کو اپنی توجہ اور دعا سے بھی محروم نہیں رکھا بلکہ ان کی ہدایت کے لئے عملی طور پر جہاں تک کوشاں ہوئے کہ اگر آپ نے دو بادشاہوں کے درمیان صلح کو امن عامہ اور رفع فساد کے لئے ضروری سمجھا تو میدان جنگ میں جا کر ان کی صلح کرا دی۔

آپ کی منقبت لکھ کر بہت سے شعراء نے داد حق دی ہے اور ان سب میں غایت درجہ کی عقیدت کا رنگ جھلکتا ہے اور وہ سب معنی و مطلب کے لحاظ سے بجا اور برحق ہیں مگر علامہ اقبال نے چند اشعار جو "جاوید نامہ" میں رقم فرمائے۔ وہ اس لحاظ سے وقیع اور قابل داد ہیں کہ ان میں آپ کی سوانح کے حوالوں سے آپ کے کام اور نظریات تصوف کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے۔ یہ کلمات "سید السادات"، "سالار عجم"، "معمار تقدیر امم"، "میر درویش و سلاطین را مشیر"، "داد علم و صنعت و تہذیب و دیں"، "با ہنرہائے غریب و دلپذیر" اور "یک نگاہ او" آپ کی ذات کے حوالے سے علم و تصوف میں اس فکر و نظر کو بھی واضح کر رہے ہیں جو دوسرے بزرگوں سے آپ کو ممیز کرتی ہے اور آج کے دور میں بھی قابل غور اور قابل عمل ہے۔

## معذرت

گزشتہ شمارہ نمبر ۷ کے فہرست مضامین میں "حضرت سید علی ہمدانی کا نظریہ تصوف" از سید احمد سعید ہمدان کے حوالے سے شائع ہوا تھا مگر رسالہ میں یہ مضمون شامل نہیں تھا۔ آزاد کشمیر سے صوبیدار اسماعیل صاحب نے اس غلطی کی نشاندہی کی ہے۔ اس پر ہم ان کے شکر گزار ہیں اور قارئین نوائے صوفیہ سے اس غلطی پر معذرت خواہ ہیں لہذا اس شمارے میں یہ مضمون شامل کر دیا گیا ہے۔

### بقیہ گزارشات

۵۔ مضامین بالکل صاف اور واضح تحریر میں کاغذ کی صرف ایک جانب تحریر ہونے چاہئیں۔ اکثر مضامین میں بکثرت غلطیاں اور کانٹ چھانٹ کی موجودگی اشاعتی مراحل میں بہت سی پیچیدگیوں کا باعث بنتی ہیں۔

۶۔ صاحب مضمون کے لئے لازم ہے کہ اپنے مضمون کے ماخذ (REFERENCES) اور کتابیات (BIBLIOGRAPHY) مضمون کے آخر میں تحریر کریں۔

۷۔ مضمون نگار اپنا مختصر تعارف، تعلیمی قابلیت اور ڈاک کا مکمل پتہ ضرور تحریر کریں۔

# دیار حبیب (مدینۃ النبیؐ) کی زیارت

(برائے عازمین حج)

حاجی محمد سلیم

عازمین حج کو حج سے قبل یا بعد میں زیارت روضہ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جانا ضروری ہے اور مسجد نبویؐ میں چالیس نمازیں پڑھنا باعث نجات و فلاح ہے۔ آپؐ کا فرمان ہے "جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کیں اس کے لئے جنت واجب ہو گئی" دیار حبیب کی زیارت کے لئے آپ اپنی مرضی سے نہیں جا سکتے اور نہ زیادہ دیر ٹھہر سکتے ہیں طے شدہ پروگرام کے مطابق آپ کو ۸ یا ۹ دن وہاں قیام کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ اسی پروگرام کے مطابق مکتب کی فراہم کردہ بسوں کے ذریعے جائیں گے جو وزارت مذہبی امور کی طرف سے فراہم کی جائیں گی۔ مکۃ المکرمہ سے مدینۃ النبی آنے اور جانے کا کرایہ آپ سے پہلے ہی وصول کر لیا جاتا ہے۔ اگر آپ کو حج سے پہلے دیار حبیبؐ میں جانا ہو تو آپ اپنے ساتھ ایک جوڑا احرام کا لے جائیں تاکہ آپ مکۃ المکرمہ واپسی پر بئر علی کے مقام سے احرام باندھ کر آئیں مدینہ سے آنے والوں کے لئے بئر علی میقات ہے۔ اگر آپ کو حج کے بعد مدینہ منورہ جانا ہوا تو طواف وداع کر کے اپنے سامان سمیت جائیں کیونکہ آپ کو دوبارہ مکہ جانا نہیں ہے۔ بلکہ زیارت النبی اور دیگر مقامات مقدسہ سے فارغ ہونے کے بعد سیدھا جدہ جانا

ہے۔ اس لئے آپ کو چاہئے کہ یہ ایام سیر و تفریح کے لئے ضائع کئے بغیر مسجد نبویؐ میں عبادات و زیارت روضہ اطہر پر گزاریں۔ مدینہ منورہ میں بھی آپ کی قیام کا بندوبست مکتب کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ آپ کو اسی مکان میں قیام کرنا ہو گا جہاں مکتب (معلم) آپ کو ٹھہراتے ہیں۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد اپنا سامان کمرے ہی میں چھوڑ دیں۔ اور وضو و غسل کرنے کے بعد مسجد نبوی فوراً روانہ ہوں۔ مسجد نبوی جاتے ہوئے درود و سلام کا ورد کرتے ہوئے مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھیں کیونکہ یہ مسنون طریقہ بھی ہے۔ بسم اللہ و باللہ والسلام علیٰ رسول اللہ

اللھم اغفرلی ابواب رحمتک رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا۔

پہلے دو رکعت نماز تحیہ مسجد یا نفل ادا کریں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نذرانہ عقیدت و درود و سلام کا ہدیہ پیش کرنے کے لئے روضہ اطہر کے سامنے حاضری دیں۔ اور انتہائی عاجزی و خشوع کے ساتھ آپؐ کے واسطے سے بارگاہ الہی میں اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے دعا کریں۔ روضہ اطہر کے سامنے پہنچ کر ہر ایک پر جذب و مستی کی ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے۔ ہر طرف آہ و فغاں کی آواز آتی ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ روضہ اطہر کے سامنے کھڑا ہو کر ادب و احترام کو ملحوظ نظر رکھیں۔ کیونکہ یہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما رہے ہیں۔ جتنا عرصہ آپ کا قیام دیار حبیبؐ میں ہو گا۔ روضہ اطہر پر حاضری معمول بنائیں۔ روضہ اطہر کی جالی میں تین سوراخ ہیں۔ ان میں سے درمیان میں جو بڑا سوراخ ہے۔ وہ آپؐ کے روضہ اطہر کا ہے۔ دوسرے دو سوراخ ایک حضرت ابوبکرؓ اور دوسرا حضرت عمرؓ کے روضوں کے ہیں۔ مسجد نبویؐ کے اندر روضہ اطہر کے علاوہ اور بھی مقدس اور اہم مقامات ہیں جہاں ہو سکے تو فرض نمازیں بھی ورنہ نفل ادا کرنا باعث ثواب و فلاح دارین ہے۔ وہ مقدس مقامات حسب ذیل ہیں۔

## ریاض الجنۃ

یہ مسجد نبویؐ اور روضہ اقدسؐ کا درمیانی حصہ ہے۔ یہاں بیٹھ کر نماز پڑھنا اور تلاوت کلام پاک کرنا ہر حاجی کی خواہش و تمنا ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ "میرے گھر اور میری مسجد کے درمیان جو قطعہ زمین ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے" یہی وجہ ہے کہ ہر حاجی اس

جگہ نماز ادا کرنے کی زیادہ سے زیادہ خواہش کرتا ہے۔ اور ہر ایک ریاض الجنۃ میں جگہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب ایک حاجی نماز پڑھ کر اٹھتا ہے۔ تو دوسرا وہ جگہ لینے کے لئے تیار رہتا ہے۔

## محراب النبیؐ

محراب النبیؐ بالکل اسی حالت میں محفوظ ہے۔ جس میں آپ نے نماز پڑھی تھی۔ اس لئے ہر حاجی کی دلی آرزو ہوتی ہے کہ وہ یہاں بھی دو رکعت نماز ادا کرے۔ چنانچہ یہاں بھی ہر وقت رش رہتا ہے۔ ہر حاجی باری باری دو رکعت نماز نفل یہاں پر ادا کرتا ہے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں آپ نے آخر وقت تک امامت

فرمائی

ستون حنانہ: یہ ستون محراب النبیؐ سے متصل ہے۔ اسی ستون کے ساتھ کھڑے ہو کر آپ خطبہ دیتے تھے۔ یہاں پر بھی ہر حاجی کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دو رکعت نماز نفل ادا کرے۔

ستون عائشہ: تحویل قبلہ کے بعد آپؐ نے چودہ پندرہ روز تک اسی ستون کے پاس نماز پنجگانہ کی امامت فرمائی۔ آپؐ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ "میری اس مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت و مقبولیت کا لوگوں کو علم ہو جائے تو یہاں نماز پڑھنے کے لئے قرعہ اندازی کی جائے" آپؐ کے وصال کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت زبیرؓ کو اسی جگہ کے بارے میں بتا دیا۔ اس وقت سے اس ستون کا نام ستون عائشہؓ یا یا اسطوانہ عائشہؓ مشہور ہو گیا۔

## ستون توبہ یا اسطوانہ ابی لبابہ

ابی لبابہ نامی صحابی نے ایک لغزش کی پاداش میں اپنے آپ کو دس روز سے زائد عرصہ تک اس ستون کے ساتھ باندھے رکھا۔ آخر آپؐ پر وحی نازل ہوئی اور آپؐ نے اپنے دست مبارک سے ابی لبابہ کو اس ستون سے کھولا۔ اس کے علاوہ آپؐ نے اس ستون کے ساتھ اعتکاف بھی فرمایا ہے۔

## اسطوانہ استون سریر

اس ستون کے پاس جب آپ اعتکاف فرماتے تھے۔ تو آپؐ کے لئے کھجور کی بوریا بچھاتے اور آپؐ اس پر آرام فرماتے تھے

## ستون علی یا اسطوانہ حرس

مولائے متقیان وصی رسول حضرت علیؑ اسی ستون کے پاس نماز ادا فرماتے تھے اور رات کو اسی ستون کے پاس تشریف رکھ کر حضورؐ کی نگہبانی کے لئے پہرہ دیتے تھے۔

## ستون وفود

آپؐ اکثر اسی ستون کے پاس تشریف لے جاتے اور آنے والے وفود سے ملاقات کرتے تھے۔

## ستون تہجد

اس ستون کے پاس آپ نماز تہجد ادا فرماتے تھے۔

## ستون جبریل یا اسطوانہ جبریل

حضرت جبریلؑ اکثر اوقات اسی جگہ پر آپ پر وحی لے کر آتے تھے۔

## چبوترہ اصحاب صفہؓ

یہ وہ جگہ ہے جہاں اصحاب صفہؓ علم و حکمت ریاضت و مجاہدہ کرتے تھے۔ یہی وہ اہم مقام ہے۔ جہاں سے علم و حکمت کا آفتاب طلوع ہوا اور ایک عالم کو روشن کر دیا تھا۔ اور اسی مقام پر اصحاب صفہ اعتکاف فرماتے تھے۔ یہاں بھی ہر وقت زائرین کا رش رہتا ہے۔ ہر کسی کی آرزو ہوتی ہے کہ وہ اس جگہ پر نماز ادا کرے اس جگہ باب جبریل سے داخل ہوتے ہوئے دائیں طرف سطح زمین سے تقریباً دو فٹ اونچا ایک چبوترہ بنا ہوا ہے۔

## مدینہ منورہ کے دیگر تاریخی و مقدس مقامات و زیارت گاہیں

مسجد نبویؐ اور روضہ اطہر کے بعد دوسرے مقامات مقدسہ یعنی جنت البقیع۔ مسجد قبا۔ مسجد قبلتین۔ مشاہد احد اور دوسرے اہم مساجد کی زیارت کرنا بھی برکت سے خالی نہیں ہے

### جنت البقیع

یہ مسجد نبویؐ کے بالکل قریب باب جبریل کے جنوب میں واقع ہے۔ ہر روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد جنت البقیع ہی زیارت کے لئے جانا مستحب ہے۔ یہاں پر جگر گوشہ رسول مقبولؐ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام۔ حضرت امام حسن علیہ السلام۔ حضرت امام زین العابدینؑ۔ حضرت امام محمد باقر۔ حضرت امام جعفر صادقؑ کی قبریں ہیں ان کی زیارت سے شرف حاصل کرنا باعث فلاح ہے۔ اس کے علاوہ حضرت ابراہیم اور آپ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ، حضرت علیؑ کی والدہ فاطمہ بنت اسد کی قبریں بھی بقیع میں ہیں۔ ان کی بھی زیارت کریں۔ حضرت عثمانؓ اور دوسرے شہدا کی قبریں بھی جنت بقیع میں ہیں۔ بعض روایات کے مطابق حضرت فاطمہ زہرا کی قبر مسجد نبوی کے اندر باب جبریل سے داخل ہوتے ہوئے بائیں طرف ہے۔

### مسجد قبا

یہ مسجد عالم اسلام کی پہلی مسجد ہے۔ جو مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے۔ اس مسجد کی بنیاد حضور اکرمؐ نے خود اپنے دست مبارک سے رکھی تھی۔ اس مسجد میں نوافل پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔ ترمذی شریف میں آیا ہے کہ مسجد قبا میں دو رکعت نماز پڑھنے کا ثواب عمرے کے ثواب کی مثل ہے۔

### مسجد قبلتین

یہ مسجد زبردست تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ وہی مسجد ہے جہاں حضورؐ پر تحویل قبلہ کی وحی نازل ہوئی تھی۔ اس وقت آپ امامت فرما رہے تھے اور آپ کا رخ بیت المقدس کی طرف تھا۔ تبدیلی قبلہ کا حکم ملتے ہی آپ نے کعبہ کی طرف رخ کیا اور تمام نمازیوں نے آپ کی متابعت کی۔

### مساجد خمسہ کی زیارت

مساجد خمسہ کی زیارت اور ان میں نوافل پڑھنا بھی موجب ثواب ہیں۔ یہ مسجدیں اس جگہ ہیں جہاں جنگ خندق ہوئی تھی۔ ان کے نام یہ ہیں۔ مسجد فتح۔ مسجد سلمان فارسیؓ۔ مسجد ابو بکرؓ۔ مسجد عمرؓ اور مسجد علیؑ۔ مسجد علیؑ جو ایک چھوٹی سی پہاڑی پر ہے اسی کے ساتھ حضرت فاطمہ زہرا کی مسجد بھی ہے۔ یہاں بھی نوافل ادا کرنا باعث برکت ہے۔

### مسجد جمعہ

یہ مسجد قبا سے تقریباً آدھ میل دور دائیں طرف مدینہ منورہ کی جانب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعۃ المبارک کی پہلی نماز اسی مسجد میں پڑھائی تھی۔ نیز آپؐ پر سورۃ جمعہ بھی یہاں نازل ہوئی تھی۔

### بیت حضرت امام حسینؑ

یہ سید الشہدا کا گھر ہے جو اب لائبریری میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ گو زمانے نے اس کی ہیئت تبدیل کر دی ہے لیکن اس کی فضا میں اب بھی حسن و نور جلوہ افگن ہیں یہ اہل فکر و نظر کا قرۃ العین ہے اور حرم نبویؐ کے قریب ہے۔ یہ مکان علامت ہے معصومیت و فقر اور تقدس و طہارت کی نیز آمریت و قارونیت کے خلاف جہاد اور اسلام کی تحریک رحمۃ للعالمین کے احیاء کی۔

(بشکریہ روداد سفر حجاز از ڈاکٹر نصیر احمد ناصر)

# توبہ

رستم علی انجم

توبہ در حقیقت راہ فقر و سلوک کو اختیار کرنے اور اس پر چلنے والوں کا پہلا قدم ہے۔

فرمان الٰہی ہے۔

یاایھا الذین امنو اتوبو آالی اللہ توبۃ نصوحا اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی طرف توبہ کرو۔ خالص توبہ۔ اس آیت مبارکہ میں لفظ نصوحا کچھ تشریح کا طالب ہے۔ نصوحا اصل میں نصح سے نکلا ہے۔ جس کا معنیٰ ہے خلوص اور خیر خواہی۔ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی نصوحا کا معنیٰ یوں بیان فرماتے ہیں۔ ای خالصا عن الشوائب یعنی ہر قسم کے شکوک و شبہات سے پاک و خالص (مرات التائبین) توبہ اللہ عزوجل کی طرف متوجہ ہونے، رجوع کرنے، لوٹ آنے، سے عبارت ہے۔ یعنی غفلت، گناہ اور سرکشی وغیرہ چھوڑ کر مالک حقیقی کی طرف ہمہ تن متوجہ ہونا توبہ ہے۔ اصطلاح شریعت میں توبہ سے کیا مراد ہے؟ اس کا جواب حضور رحمۃ دو عالمؐ کے اس فرمان سے واضح ہے۔ "جب کسی سے کوئی قصور سرزد ہو جائے تو اپنے گناہ پر نادم ہو۔ پھر شرمندگی کے ساتھ اللہ سے استغفار کرے۔ اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا مکمل عزم کرے۔ آدم اولیا. حضرت علیؑ نے توبہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

۱۔ جو کچھ گناہ ہو چکا ہے اس پر نادم ہو۔

۲۔ جن فرائض سے غفلت کی ہے ان کو ادا کرے۔

۳۔ جن کا حق مارا ہو ان کو واپس کرے یا معافی مانگے

۴۔ آئندہ گناہوں سے مکمل بچنے کا عزم کرے۔

۵۔ اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت کے لئے تیار رکھے جس طرح تو نے اب تک اسے معصیت کا خوگر بنا رکھا ہے۔ اس کو اطاعت کی تلخی کا مزا چکھاتا رہا ہے۔

۶۔ توبہ کی اصل روح گناہ پر شرمسار ہونا ہے۔

اللہ کے نیک بندو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دنیا بچھو کی مانند ہے جو چھونے میں نرم لیکن اندر سے زہریلا ہوتا ہے۔ خوش نصیب ہے وہ لوگ جنہوں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی اور اسے تین طلاقیں دینے والے کی اتباع کرتے ہوئے دنیا سے منہ پھیر لیا کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہم نے آخر مرنا ہے۔ جسم سے روح پرواز کر جانے کے بعد قبر کی مٹی میں جسم سڑ جائے گا۔ اور کھوپڑی تک مٹی ہو جائے گی۔ اس لئے زندگی کے چند لمحات کو غنیمت جانیں اور توبہ کو اللہ کی طرف سے ایک عظیم نعمت سمجھیں تاکہ روحانی مسرت اور تسکین قلب جیسی عظیم نعمتیں حاصل ہوں۔ اس مادہ پرست دور میں اگر روحانی مسرت اور سکون قلب میسر آئے تو اور کیا چاہیئے۔ لیکن ہمارا صریح دشمن شیطان مردود ہمیں ایسے ایسے دھوکے دیتا ہے کہ ہم دنیا میں محو اور اسے سمیٹنے میں مصروف ہو جاتے ہیں کہ اچانک موت کا فرشتہ اپنا فرض ادا کر بیٹھتا ہے۔ تاریخ انسانی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ سے گریزاں ہونا شیطان کی عادت اور توبہ تائب ہونا آدمؑ کا شیوہ ہے سید العارفین غوث المتاخرین شاہ سید محمد نور بخش فقہ احوط میں توبہ کی یوں تشریح فرماتے ہیں۔ "ان اللہ یحب التوابین... الخ اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور پاک رہنے والوں کو چاہتا ہے۔ خداوند عالم نے توبہ کو طہارت پر مقدم رکھا ہے۔ کیونکہ توبہ حقیقی معنوں میں اندرونی پاکی کا نام ہے نادانی یا غفلت کی بنا پر انسان سے جو ممنوعہ کام اور بیہودہ حرکات سرزد ہوتی ہیں ان پر تہہ دل سے نادم ہونا جب تک زندگی کی رمق موجود ہو ان ممنوعہ حرکات کا ارتکاب نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا اور اس توبہ کی حالت میں قبر میں قدم رکھنا۔ جناب حضرت میرؒ فرماتے ہیں کہ توبہ کا زمانہ ماضی حال، اور مستقبل سے تعلق رکھتا ہے۔ ماضی کے ساتھ یوں کہ گزشتہ غفلتوں اور گناہوں پر نادم ہو حال کے ساتھ اس طرح کہ غفلت و معصیت کو فوراً ترک کرے اور زمانہ مستقبل میں پھر نہ کرنے کا پختہ عزم کرے۔ مندرجہ بالا آیات اور احادیث اور اقوال آئمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ حقیقی معنوں میں اس وقت با معنیٰ، قلب و نظر کی صفائی اور روحانی ترقی کا موجب بنتا ہے جب توبہ کرنے والا زمانہ ماضی میں کی گئی بداعمالیوں پر پچھتاتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے ندامت کے آنسو بہائے اور شرمسار ہوتے ہوئے توبہ کرے اور زمانہ حال میں از تہہ دل استغفر اللہ العظیم و بحمدہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ و اسئلہ التوبہ کا ورد کرے اور زمانہ

مستقبل میں حقیقی توبہ کرنے والوں کی فہرست سے اپنے آپ کو خارج نہ ہونے دے۔ چونکہ توبہ سالکان راہ حق کے لئے ہر وقت واجب ہے انبیائے کرام اور اولیائے کاملین کا پسندیدہ فعل ہے اور اللہ تعالیٰ کی بہت ہی محبوب عبادت ہے۔ اس کے بغیر مقامات صوفیہ کا طے ہونا ناممکن اور محال ہے۔ چنانچہ ہمارے بزرگوں نے اپنی اپنی تصانیف میں توبہ کی اہمیت، ضرورت اور افادیت پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ حضرت امیر کبیرؒ نے فارسی میں مرات التائبین اور عربی میں رسالہ التوبہ کے نام سے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ جن سے ہمارے بزرگوں کے ہاں توبہ کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

## توبہ کرنے کا طریقہ

توبہ اگرچہ اظہار ندامت سے عبارت ہے تاہم ہمارے بزرگوں نے توبہ کو موثر بنانے اور اس کے ثمرات نتیجہ خیز بنانے کے لئے کچھ ضوابط مقرر کئے ہیں۔ ضروری ہے کہ ان پر عمل کیا جائے۔ توبہ سے پہلے غسل کرنا بہتر ہے ورنہ وضو کرکے یوں توبہ کی نیت کرے۔

اتوب الی اللہ من الفسق والفجور والمعاصی کلھا لوجوبہ قربۃ الی اللہ

نیت کرنے کے بعد دعوات صوفیہ میں مرقوم صیغہ توبہ پڑھے، ہمارے بزرگان دین توبہ کے آخر میں رب العزت سے دعا کرتے اے اللہ ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما۔ بے شک تو خوب عطا کرنے والا ہے۔ اے سمیع العلیم یہ توبہ ہم سے قبول فرما۔ وتب علینا انک انت التواب الرحیم اللھم صلی علی محمدا وآل محمدا

## شیطان کی بے قراری

جب آدمی توبہ کرتا ہے تو شیطان سخت پریشان ہوتا ہے اور وہ توبہ توڑ کر پھر ایک بار آدمی کو گمراہی میں ڈالنے کے لئے نت نئے حربے اختیار کرتا ہے۔ ریاضت کی سختی اور گمراہی سے بچنے کی مشقت سے ڈراتا ہے۔ کبھی کبھی شیطان الجن یعنی ابلیس شیطان الانس یعنی آدمی کے ذریعے تائب کے سامنے آتا ہے اور اسے توبہ توڑنے ریاضت و مجاہدہ چھوڑ کر پھر سے معصیت پر اترنے پر مجبور کرتا ہے۔ در حقیقت تائبین کو گمراہ کرنے والے انسان بھی از روئے قرآن ابلیس ہیں چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔

الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس

یعنی شیطان لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ یہ شیطان جنوں میں سے بھی ہوتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔

یہ بات بھی مخفی نہیں کہ توبہ کرنا نسبتاً آسان ہے لیکن گناہ کی لذت دنیا کی دلچسپیاں، لذیذ خورد و نوش، دلفریب تفریحات، دلکش نظارے، بے لگام خواہشات اور مال و دولت کی رغبت توبہ پر مستقل مزاجی کے ساتھ ثابت قدم رہنے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ چنانچہ توبہ کرنے والوں میں سے بھی بہت کم لوگوں کو توبہ پر ثابت قدمی نصیب ہوتی ہے۔ اکثر توبہ کرنے کے بعد منحرف ہو جاتے ہیں۔ شاید اسی لئے ہمارے بزرگوں نے توبہ کرانے کے لئے کسی مرشد یا عالم باعمل کی سفارش کی ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں وہ توبہ کرنے والے کو ریاضت کے کٹھن مراحل سے گزرانے اور ہمیشہ ورد و وظائف میں مشغول رہنے کا پابند بناتا ہے۔ جس سے ان کے اعمال و کردار میں نکھار آجاتا ہے۔ نور معرفت الٰہی سے ان کا دل معمور ہو جاتا ہے۔ جس سے معاشرے میں وہ دوسرے توبہ گزاروں کے لئے عملی نمونہ پیش کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

---

## اظہار تشکر

جن قارئین نوائے صوفیہ نے ادارہ نوائے صوفیہ کی اپیل پر فطرہ، زکواۃ اور صدقات کی رقم ارسال کی ہے ہم ان کے شکر گزار ہیں ان کے رقوم سے ماہنامہ نوائے صوفیہ کو استحکام ملا ہے۔

امید ہے کہ آئندہ بھی ادارہ نوائے صوفیہ کے ساتھ تعاون جاری رکھیں گے۔

(ادارہ)

# تقابل ادیان

(گزشتہ سے پیوستہ)

غلام نبی کوروی لاہور

ویدوں کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ تمام مظاہر فطرت کی پرستش کو خدائی پرستش قرار دیا گیا ہے جب یہ نظریہ غیر مقبول ہونے لگا تو ہندوؤں نے دیوی دیوتاؤں کے تصور میں کچھ تبدیلی کی چنانچہ انہوں نے تین بڑے دیوتا مقرر کئے۔ اور باقی دیوتاؤں کو ان کے ماتحت لے آئے اور تین دیوتاؤں کے نام (۱) برھمہ (۲) وشنو اور (۳) شیوا رکھے ان کو ہی تری مورتی کہتے ہیں۔ تری کا معنی تین ہے اور مورتی کا معنی شکل ہے۔ یعنی تین شکلیں نویں صدی قبل مسیح میں ایک مرتبہ پھر ہندو مذہب میں ایک تبدیلی آئی جب ہندو مفکروں نے تمام الہوں کو ایک الہ میں جمع کر دیا اور اس پر تین اسماء کا اطلاق کر دیا اور تین صفات خلق، ربوبیت اور فنا کو اس کی طرف منسوب کر دیا سانکھی فلسفہ کا موجد خدا کا قائل نہیں تھا وہ مادی زندگی کو ہی اصل سمجھتا تھا لیکن وہ علت العلل کے وجود کو تسلیم کرتا تھا جس کا نام پراکرتی رکھا

اور اس میں بھی تین صفات سیودہ، رجس اور تمس کے نام سے مشہور تھیں عام لوگوں کو سمجھانے کے لئے اس نے اس کو تین دیوتاؤں کی حیثیت سے متعارف کروایا اور ان کے نام برھمہ (خالق کائنات) وشنیو (پروردگار) اور شیوا (ہلاک کرنے والا) رکھے

برہموں کے نزدیک وہ موجود بذات جو حواس میں نہیں سما سکتا۔ لیکن عقل اس کا ادراک کر سکتی ہے وہ کائنات کا مصدر ہے لیکن اس کی اپنی کوئی حد نہیں اس کو خالق کائنات کہا جاتا ہے لیکن کائنات کی تخلیق کے بعد ہندوؤں کے بقول اس کا کائنات سے تعلق ختم ہو چکا ہے اب وشنو اور شیوا ہی نظام کائنات کو چلا رہے ہیں۔ لہذا ہندو انہی کی زیادہ پوجا کرتے ہیں۔ تری مورتی میں اگرچہ براہمہ کا درجہ سب سے زیادہ ہے لیکن اس کی پوجا سب سے کم ہوتی ہے لہذا اس کے نام سے مندر ہندوستان میں سب سے کم ہیں ہندوؤں کے نزدیک اس کی ہستی میں جذب ہونا حقیقی نجات ہے۔ برھمہ کا حلیہ کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے اس کا رنگ سرخ ہے۔ چار سر اور چار ہاتھ رکھتا ہے۔ ایک ہاتھ میں چمچہ دوسرے میں لوٹا اور قربانی کا سامان تیسرے میں تسبیح اور چوتھے میں وید ہوتا ہے۔ وہ راج ہنس پر سوار ہوتا ہے اس کی بیوی کا نام سرسوتی دیوی ہے جو کہ فنون لطیفہ اور علم و دانش کی دیوی ہے یہ مور پر سوار ہوتی ہے براہمہ ہر سو سال کے بعد کائنات کو پیدا کرتی ہے۔ براہمہ کا لفظ ہندوؤں کے ہاں چار معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ روح کائنات

۲۔ وہ براہمہ جو سونے کے انڈے سے پیدا ہوا۔

۳۔ منتر پڑھنے والے براہمن کو بھی براہمہ کہتے ہیں۔

۴۔ براہمن ادب کو بھی براہمہ کہتے ہیں۔

## وشنو

ہندو مذہب میں سب سے زیادہ اس کو مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوؤں کے نزدیک انسانوں کو خوشیاں دینا اس کے اختیارات میں ہے یہ محافظ کائنات ہے اس کی سب سے زیادہ پوجا

کی جاتی ہے اس کی بیوی کا نام لکشمی دیوی ہے جو کہ خوشحالی اور خوش نصیبی کی دیوی ہے ہندوستان میں دیوالی کا تہوار لکشمی کو خوش کرنے کے لئے صحت و ترقی کی دعاؤں کے ساتھ منایا جاتا ہے ہندو مذہب میں وشنو کا بت ایک خوبصورت نوجوان کی شکل میں بنایا جاتا ہے جس کے چار ہاتھ ہوتے ہیں ایک ہاتھ میں سنگ دوسرے میں گوند تیسرے میں چرخہ چوتھے میں کنول کا پھول اس کی سواری انسان اور پرندے سے مرکب ہے۔

ہندو مذہب کا ایک خاص تصور یہ ہے کہ وشنو دیوتا کو عبادتوں، منتوں، قربانیوں اور دعاؤں کے ذریعے اس عالم مادی

میں نزول پر آمادہ کیا جاسکتا ہے اور یہ کسی بڑے آدمی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور محیر العقول کام سرانجام دیتا ہے جتنے بڑے بڑے ہیرو گزرے ہیں سب وشنو کے اوتار تھے اس کے دس بڑے اوتار درج ذیل ہیں۔

۱۔ پہلی مرتبہ یہ مچھلی کی شکل میں منو نامی براہمن کی کشتی بچانے کے لئے نازل ہوا۔

۲۔ دوسری مرتبہ دیوتاؤں کے لئے نعمتوں کا پہاڑ بنانے کے لئے کچھوے کے روپ میں ظاہر ہوا۔

۳۔ تیسری مرتبہ شیطان سے کائنات کو بچانے کے لئے خنزیر کے روپ میں نازل ہوا۔

۴۔ شیر کی شکل میں شیطان سے لوگوں کو بچانے کے لئے نازل ہوا۔

۵۔ بونے کی شکل میں دنیا کو بچانے کے لئے نازل ہوا۔

۶۔ برہموں کی حفاظت کے لئے رام نامی جنگجو کی شکل میں نازل ہوا۔

۷۔ رامائن کے مشہور ہیرو سری رام چندر کی شکل میں ظاہر ہوا۔

۸۔ کرشن مہاراج کی شکل میں ظاہر ہوا۔

۹۔ کوروں اور پانڈوں کی جنگ میں ارجن کو نصیحتیں کیں۔

۱۰۔ جوہے کی شکل میں ظاہر ہوا۔

## شیوہ

۱۔ ہندوؤں کے ہاں یہ تباہی و بربادی کا دیوتا ہے اس کی بیوی کالی

دیوی ہے جس کا مختلف جگہوں پر مختلف نام ہے مثلاً پاربتی، کالی اور درگاہ وغیرہ شیوں کی پیشانی پر تری لوص (شیر کی آنکھ) بنی ہوئی ہے۔ جس سے آگ نکلتی ہے اور اس آنکھ کی شدت سے ہر چیز جل کر راکھ ہوجاتی ہے۔ اس کی بیوی کی مختلف شکلیں مختلف ناموں کے ساتھ بنائی جاتی ہیں۔ موت اور زندگی کی دیوی کہی جاتی ہے۔ ہندوؤں نے اپنے آرٹ میں اس کا بہت بہت ڈراؤنا بنایا ہے ایسا ظاہر کیا ہے کہ اس کا رنگ سیاہ ہے منہ کالا ہے زبان باہر نکلی ہوئی ہے گلے میں سانپوں اور انسانی کھوپڑیوں کا ہار ہے انسانی لاشوں پر ناچتی دکھائی دیتی ہے اس کا چہرہ اور چھاتی خون سے تھڑی ہوتی ہے۔

۲۔ پاربتی بیوی: اس حیثیت میں ایک رحمدل ماں کو ظاہر کیا گیا ہے اس کی مورتی کو اس طرح بنایا گیا ہے گویا کہ اپنے ہاتھ کو بڑھا کر اس بات کا اظہار کر رہی ہے کہ میں سارے جہاں کی مددگار ہوں۔

۳۔ دوگھ: اس سے ایک حسین عورت ظاہر کی گئی ہے جو شیر پر بیٹھی ہے۔

## شیوہ کا حلیہ

شیوہ کو تین بڑے سروں والے روپ میں دکھایا گیا ہے اس کے بعض مجسمے ناچنے کے دلکش انداز میں بنائے گئے ہیں اس کا ایک بیٹا کرشمے دیوتاؤں کی فوج کا سردار ہے دوسرا گنیش ہے جس کا سر اور منہ ہاتھی کا اور جسم انسان کا ہے وہ ایک چوہے پر سوار ہوتا ہے۔

## اسلامی تصور توحید

۱۔ مسلمانوں کا خدا ایک ہے (قل ھو اللہ احد)

۲۔ مسلمانوں کا خدا باقی ہے باقی سب مخلوق فانی ہے ارشاد باری ہے: لا الہ الا ھو ھالک الا وجھہ

۳۔ ہندو مذہب میں خدا کی مختلف شکلیں اور صورتیں ہیں لیکن مسلمانوں کا خدا بے مثل ہے۔ لیس کمثلہ شئی لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار

۴۔ شبہات سے پاک: ہندوؤں کے دیوتا کبھی انسان اور کبھی حیوان کے روپ میں اس دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کا خدا اشباہات اور شبہات سے پاک ہے۔ ہم جس کی ہر روز اپنی زبانوں سے "یا من تقدست عن الاشباہ ذاتہ و تنزہت عن مشابہتہ الامثال صفاتہ واحد لا من قلۃ وموجود لا من علۃ" کہہ کر گواہی دیتے ہیں۔

۵۔ حلول اور عاجزی: ہندوؤں کا خدا انسانوں میں حلول کر جاتا ہے اسے شیطان کے مقابلے کے لئے کوئی شکل اختیار کرکے زمین پر آنا پڑتا ہے کبھی شیطان کی شکل میں، کبھی جنگجو کی شکل میں اور کبھی چوہے کی شکل میں بھی نازل ہوتا رہا ہے۔ لیکن مسلمانوں کے خدا کے صرف "کن" کہنے سے سب کچھ ہوجاتا ہے کسی قسم کی

شکل میں یا روپ میں ظاہر نہیں ہوتا۔

۶۔ پیدائش اور افزائش نسل

ہندو خداؤں کی اولاد بھی ہوتی ہے اور وہ خود بھی کسی چیز سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً برہمہ سونے کے انڈے سے پیدا ہوا لیکن مسلمانوں کا خدا "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الٰہا واحداً صمداً فرداً وتراً حیاً قیوماً دائماً ابداً لم یتخذ صاحبۃ ولا ولداً ولم یکن لہ شریک فی الملک فلم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیراً اور لم یلد ولم یولد" کی صفات رکھتا ہے۔

۷۔ ہندو خداؤں کی بیویاں بھی ہیں۔ کسی کی دو بیویاں اور کسی کی چار لیکن مسلمانوں کا خدا بیوی اور اولاد سے پاک ہے "لم تکن لہ صاحبۃ ولا ولداً سبحان اللہ الذی لم یتخذ صاحبۃ ولا ولداً سبحان اللہ الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد۔

۸۔ اونگھ اور نیند:

ہندوؤں کا خدا سوتا بھی ہے اور بے ہوش بھی رہتا ہے مثلاً برہمہ تخلیق کائنات کے بعد سو سال متواتر سوتا رہا جس کا ایک دن کروڑوں سالوں کے برابر سمجھا جاتا ہے لیکن مسلمانوں کا خدا ان چیزوں سے پاک ہے "لا تاخذہ سنۃ ولا نوم سبحان الملک الحی الذی لا ینام ولا یموت۔

۹۔ ہندوؤں کے خدا الگ الگ اختیارات کے مالک ہیں اور مختلف حاجتوں کو پورا کرنے کے لئے مختلف خداؤں کی پوجا کرنا پڑتی ہے لیکن مسلمانوں کا خدا تمام اختیارات کا مالک ہے ہر چیز اسی کے قبضہ قدرت میں ہے کوئی بھی اس میں دخل نہیں دے سکتا "ان اللہ علی کل شئی قدیر"

دنیا میں جتنے بھی امور ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ خود چلاتا ہے اور اس کی بادشاہت میں بھی کوئی شریک نہیں ہے جس کی مثال یہ ہے کہ ہم مسلمان ہر روز اپنی مسجدوں میں برملا اعلان کرتے ہیں۔ "اصبحنا واصبح الملک للہ العزۃ والعظمۃ والقدرۃ والکبریا والجبروت والسلطان والبرھان للہ والآلاء والنعماء للہ واللیل والنھار للہ وما سکن فیھما للہ الواحد القھار۔

(جاری ہے)

# خانقاہ معلیٰ شمسیہ نوربخشیہ زڈیبل

عارف حسین خطیب جامع مسجد تمس

حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن جب بار دوم ۹۰۲ھ میں عراق سے کشمیر آئے اس دفعہ سب سے پہلے ملک موسیٰ رینہ آپ کا معتقد خاص ہوا۔ یہ آدمی سلطان محمد شاہ کی طرف سے زڈیبل گاؤں کی نگرانی پر مقرر تھا۔ ملک موسیٰ رینہ نے وہ تمام اراضی جو اس کے تصرف میں تھی اور زڈیبل میں موجود اپنے مکانات حضرت میر کو پیش کیے۔ حضرت میر کو زڈیبل میں اپنی خواہش کے مطابق خانقاہ کی تعمیر کا شوق پیدا ہوا۔ ملک موسیٰ رینہ نے سید محمد بیہقی وزیر اعظم سلطان محمد شاہ سے پرگنہ کراج جنگل کے درختان کاٹنے کی اجازت حاصل کی۔ اس جنگل میں ایک بڑا بت خانہ تھا۔ اس بت خانے کے احترام کے واسطے ان درختوں کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ حضرت میر بمعہ مریدین جا کر بت خانے کو جلادیا اور درختوں کو کاٹا۔ اس کام کی فراغت کے بعد موضع زڈیبل میں خانقاہ کی بنیاد رکھی۔ خانقاہ معلیٰ دو منزلہ بنائی گئی لمبائی چوڑائی ۲۷ گز نچلی منزل کی بلندی دس گز کی بنائی اور اوپر کی منزل کی بلندی آٹھ گز کی بنائی۔ اس خانقاہ کی تعمیر میں کاریگروں نے اپنے فن کا جوہر دکھایا۔ خانقاہ دو سال میں مرحلہ تکمیل کو پہنچی بایں وسعت پوری عمارت بے ستون بنائی اس خانقاہ کی تعریف بادنیٰ تغیر سعدی کی زبان میں یوں کہوں "نکو کن بریں مسجد زر نگار + کہ منقش بود بے ستون استوار" خانقاہ کی تکمیل ہونے میں ابھی تھوڑا کام باقی تھا اتنے میں سید محمد بیہقی وزیر اعظم پادشاہ اور حضرت میر شمس الدین کے درمیان عداوت پیدا ہوئی۔ حکومت وقت نے حضرت میر کو کشمیر میں ٹھہرنا ممنوع قرار دیا۔ اس ظاہری سبب کی وجہ سے حضرت نے اسباب سفر مرتب کر کے (تبت خورد) بلتستان کا رخ کیا۔ اپنے مرید خاص بابا علی کو ہدایت کی کہ خانقاہ کے دروازے اور کھڑکیاں بنوا کر مکمل کریں۔ حضرت میر شمس الدین ۹۱۱ھ کے موسم بہار کے آخر میں سکردو پہنچے۔ چھ مہینے کی مدت تک بلتستان کے اطراف وجوار کا تبلیغی دورہ کیا۔ اسی دوران کشمیر میں سید محمد بیہقی اور ملک موسیٰ رینہ کے درمیان جنگ ہوئی سید محمد بیہقی

مارے گئے۔ عہدہ وزارت پر ملک موسیٰ فائز ہو گئے تو انہوں نے فوراً حضرت میر کو پھر بلتستان سے کشمیر لایا۔ حضرت میر ۹۱۲ھ کے آخر میں پھر وارد کشمیر ہوئے۔ خانقاہ معلیٰ کے مندرہ کاموں کی تکمیل کی طرف متوجہ ہوئے۔ خانقاہ کی چھت پر پتھروں کا فرش لگا کر ہموار کیا۔ خانقاہ میں جانے کے لئے تین دروازے رکھے گئے باب شریعت، باب طریقت، باب حقیقت بالترتیب دروازوں کا نام رکھا۔

حضرت میر نے قاضی محمد قدسی سے فرمایا میری یہ خواہش ہے کہ حضرت میر کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے قاضی محمد قدسی سلسلہ ذہب کو منظوم لکھ کر لایا۔ ملا ربی گنائی اور ملا جامی گنائی دونوں اس دور کے مشہور خوش نویس تھے۔ دونوں نے سلسلہ ذہب منظوم کو آدھا آدھا کر کے خانقاہ کی اندرونی دیواروں پر لکھا خانقاہ معلیٰ کے دروازے کی پیشانی پر یہ الفاظ تحریر کئے: بنیت هذه البقعة الموسة المتبركة الشريفة الشمسية النوربخشية في التاريخ ستة تسع وتسع مائة من الهجرة النبوية عليه الصلوة والسلام۔ ۹۰۴ھ میں خانقاہ مکمل ہوئی تو مولانا کمال الدین محمد گنائی نے لفظ شیخ سے خانقاہ متبرکہ کی تکمیل کی تاریخ نکالی یہ قطعہ منظومہ

دروازے کے اوپر لکھا۔

بہ ترتیب عمارت خانقاہ نوربخشیہ
مرتب شد حسن اهتمام مرشد دانا
اگر خواہی کہ معلومت شود تاریخ ایں منزل
بکن از شیخ استفسار تاریخ بناش را

حضرت میر اس خانقاہ میں ایام زمستان میں چلے میں بیٹھتے اور مریدوں کو بھی بٹھاتے رہے۔ اس مقدس پُرعظمت خانقاہ کو مرزا حیدر گرگانی کے اہلکاروں نے آگ لگا دی اور نور بخشی مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

## بشنو از نے

(قسط نمبر ۴)

تحریر و ترجمہ: محمد یونس سینفی وفا

مولانا جلال الدین رومی نے مثنوی میں جہاں ایک طرف نظام کائنات کے اسرار و رموز سے پردہ اٹھایا ہے اور ہمیں ارض و سما کے تخلیقی عمل کے مختلف پہلوؤں سے روشناس کیا ہے وہاں کارگاہ حیات میں رونما ہونے والے واقعات و حادثات کے اسباب و علل پر بھی نہایت صراحت سے بحث کی ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ہمیں اس حقیقت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ارض و سما کا خالق و مالک خدائے بزرگ و برتر ہے۔ ہمارے اعمال و افعال کی جزا و سزا بھی اسی کارساز حقیقی کے احکام کی تابع ہے۔ اسی رب ذوالجلال نے انسان کو گوناگوں صلاحیتیں اور قوتیں عطا کی ہیں تاکہ وہ انہیں بروئے کار لا کر اپنی زندگی کو ارشادات ربانی کے مطابق مرتب کر سکے۔ تاہم اس بات کو کبھی فراموش نہ کرے کہ عروج و زوال اور کامیابی و ناکامی، غم و اندوہ اور عزت و ذلت غرضیکہ اس دنیا میں تمام رد و بدل اسی قادر مطلق کی رضا و منشا سے رونما ہوتا ہے۔ چنانچہ مولانا کہتے ہیں۔

آتش طبعت اگر غمگیں کند
سوزش از امر ملیک دیں کند

سوز جاں سے ہو اگر تو دلفگار
جان لے یہ بھی ہے حکم کردگار

آتش طبعت اگر شادی دہد
اندروں شادی ملیک دیں نہد

سوز جاں سے گر ملے تجھ کو خوشی
یہ خوشی بھی مالک کل نے ہے دی

چونکہ غم بینی تو استغفار کن
غم بامر خالق آمد کار کن

رنج و غم میں ورد استغفار کر
رنج و غم اذن خدا سے پر اثر

چوں بخواہد عین غم شادی کند
عین بند پائے آزادی شود

غم کو جب چاہے خوشی میں ڈھال دے
بند پا پیغام آزادی بنے

بادو خاک و آب و آتش بندہ اند
بامن و تو مردہ باحق زندہ اند

آگ ہو پانی ہو مٹی یا ہوا
سب کا حاکم مالک ارض و سما

سنگ بر آہن زنی آتش جہد
ہم بامر حق قدم بیروں نہد

سنگ و آہن سے شرر کا پھوٹنا
کب ہے ممکن امر ربی کے سوا

سنگ و آہن خود سبب آمد و لیک
تو ببالا تر نگر اے مرد نیک

گو بظاہر سنگ و آہن ہیں سبب
ہے مگر ان کا بھی خالق پاک رب

کیں سبب را آں سبب آورد پیش
بے سبب کے شد سبب ہرگز زخویش

ہر سبب کا ہے مسبب سے وجود
بے مسبب کیسے ممکن ہے نمود؟

(جاری ہے)

# مضمون نگار حضرات سے
## گزارشات

ادارہ نوائے صوفیہ ان تمام اہل علم حضرات کا خصوصی طور پر شکر گزار ہے جو دینی اور علمی جذبے سے سرشار ہو کر اپنی نگارشات نوائے صوفیہ میں اشاعت کی غرض سے ارسال فرماتے ہیں۔ ان قلمکاروں کی خدمت میں ہم درج ذیل گزارشات پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں:۔

۱۔ آپ کی نگارشات چاہے ان کا معیار جیسا بھی ہو ہمارے لئے قیمتی اثاثہ ہیں جن کی حفاظت کی ہم پوری کوشش کرتے ہیں۔

۲۔ مضامین کا انتخاب صرف اور صرف اہلیت (MERIT) کی بنیاد پر ہوتا ہے جس میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔

(الف) رسالے کے مطلوبہ معیار پر پورا اترتے ہوں۔

(ب) عملی افادیت کے حامل ہوں۔

(ج) تعصب و تنگ نظری اور بے جا تنقید سے مبرا ہوں اور غیر اخلاقی نہ ہوں۔

(د) محنت سے تیار کئے گئے ہوں اور مستند کتابوں اور رسائل کے بکثرت حوالہ جات موجود ہوں۔

(ہ) نقل یا سرقہ نہ ہوں اور غیر شائع شدہ ہوں۔

(و) جذباتیت اور تقریری انداز کی بجائے محققانہ اور حقیقت پسندانہ انداز رکھتے ہوں۔

۳۔ تمام قابل اشاعت مضامین اپنی باری آنے پر شامل اشاعت کئے جاتے ہیں اس لئے اگر کسی مضمون کی اشاعت میں تاخیر ہو تو اس کی وجہ صفحات کا محدود ہونا ہے۔

۴۔ قسط وار مضامین تسلسل کے ساتھ شائع ہوتے ہیں اس لئے صاحب مضمون کا فرض ہے کہ ہر قسط اشاعت کے لئے قبل از وقت یعنی کم از کم دو مہینے پہلے ارسال کرے تاکہ رسالے کی بروقت اشاعت خلل پذیر نہ ہو اور نہ ان مضامین کا تسلسل متاثر نہ ہو۔

باقی صفحہ ۱۱

(گزشتہ سے پیوستہ)

# تصوف راہ حق

(قسط نمبر ۲)

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

## شریعت، طریقت اور حقیقت

اہل عرفان اور غیر عارفوں خصوصاً فقیہوں کے درمیان اختلاف کا ایک بنیادی سبب شریعت، طریقت اور حقیقت کے بارے میں عارفین کا مخصوص نظریہ ہے۔

"اہل عرفان (صوفیا) کا یہ عقیدہ ہے کہ "شریعت" کا باطن "طریقت" ہے اور اس کی انتہا "حقیقت" ہے۔ ان کے نزدیک شریعت طریقت تک پہنچنے کا ذریعہ یا طریقت کا چھلکا ہے جس کے مقابلے میں طریقت کی حیثیت مغز کی ہے اسی طرح طریقت حقیقت تک رسائی کا ذریعہ یعنی چھلکا ہے اور اس کے مقابلے میں حقیقت کی حیثیت مغز کی ہے۔" فقہا کے نقطہ نظر سے اسلامی تعلیمات کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ عقائد جن کو علم کلام میں بیان کیا جاتا ہے۔

۲۔ علم اخلاق، جس میں اخلاقی فضائل اور رذائل سے بحث کی جاتی ہے۔

۳۔ احکام جن کا تعلق آدمی کے اعمال اور کردار سے ہے ان کا بیان علم فقہ کی ذیل میں آتا ہے۔

جہاں تک پہلی قسم یعنی عقائد کا تعلق ہے عارفین صرف ذہنی اور عقلی اعتقاد کو کافی نہیں سمجھتے بلکہ وہ حقائق پر ایسا غور بھی ضروری سمجھتے ہیں جس سے انسان کے اور ان حقائق کے درمیان سے پردہ اٹھ جائے۔

اسی طرح وہ ساکن اور محدود اخلاقی فضائل کو بھی کافی نہیں سمجھتے بلکہ عرفانی سیر و سلوک تجویز کرتے ہیں۔ جہاں تک فقہی احکام کا تعلق ہے عارفین کو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

عارفین دراصل اسلامی تعلیمات کی ان تینوں قسموں کو شریعت، طریقت اور حقیقت سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک جس طرح ایک وجود انسانی کے تین حصے یعنی بدن، نفس اور عقل ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود بھی متحد ہیں اسی طرح شریعت، طریقت اور حقیقت کا بھی آپس میں تعلق ہے یعنی شریعت ظاہر ہے، طریقت باطن اور حقیقت باطن کی بھی باطن۔

## اسلامی عرفان کا ماخذ

بعض مستشرقین کا یہ بے جا اصرار رہا ہے اور اب بھی ہے کہ عرفان اور تصوف کے لطیف اور دقیق خیالات دنیائے اسلام میں باہر سے در آئے ہیں۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ عارفانہ خیالات کی اصل مسیحی ہے۔ جو عیسائی راہبوں سے میل جول کے نتیجے میں مسلمانوں کے اندر نفوذ کر گئے۔

بعض لوگ کہتے ہیں عرفان و تصوف اسلام اور عربوں کے خلاف ایرانیوں کا رد عمل ہے کبھی اس کو نو افلاطونی فلسفہ کی پیداوار قرار دیتے ہیں (یہ نو افلاطونی فلسفہ خود ارسطو، افلاطون اور فیثا غورث کی آراء اور یہودی و مسیحی عقائد کا ایک معجون مرکب ہے) اور کبھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ بدھ مت کے خیالات سے ماخوذ ہے۔ خود دنیائے اسلام میں عرفان کے مخالفین کوشش کرتے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں کہ کسی طرح یہ ثابت کر دیں کہ عرفان اور تصوف کی اصل غیر اسلامی ہے۔

تیسرا نظریہ یہ ہے کہ عرفان کے عملی اور نظری دونوں پہلوؤں کا ماخذ بنیادی طور پر دین اسلام ہے، اور انہیں اصولوں کے مطابق اس کے قواعد و ضوابط اصولی طور پر مرتب کئے گئے ہیں۔ اگرچہ بعد میں علم کلام اور فلسفہ نے بھی اسے متاثر کیا نیز اشراقی فلسفہ کا بھی اس پر بہت اثر ہوا۔

ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ اسلام ایک سادہ، بے تکلف اور عام فہم دین ہے اسے تصوف کے پر اسرار مضامین اور سمجھ میں نہ آنے والی باتوں سے کوئی علاقہ نہیں۔ ان کے نزدیک عارفین کا تصور توحید اسلامی توحید سے بہت مختلف ہے اسی طرح عرفان کا سیر و سلوک بھی اسلامی زہد سے مختلف چیز ہے نیز طریقت بھی شریعت سے مختلف چیز ہے اور طریقت کے آداب میں جن مسائل سے بحث ہوتی ہے فقہ میں ان کا کہیں وجود نہیں۔

لیکن درحقیقت اس گروہ کا نظریہ کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہے۔ اسلام کا ابتدائی مواد اس سے کہیں زیادہ بھرپور

جاری ہے

# آپ کے مسائل اور ان کا حل

علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت قارئین کی طرف سے بھیجے گئے مختلف اور مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ اس شمارے میں جن سوالات کے جوابات شائع کئے گئے ہیں، ان سوالات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوال نمبر ۱۔ کیا ماہ رمضان کے دوران عورتیں بھی نماز تراویح کی اجتماعی ادائیگی کے لئے مسجدوں میں حاضر ہو سکتی ہیں؟

سوال نمبر ۲۔ کیا ظہر اور عصر کی تمام سنتوں کو دونوں کی فرض نمازوں کے بعد بھی آدمی بجالا سکتا ہے؟

سائل زاہد احمد اباوان ضلع گانچھے

سوال نمبر ۳۔ کعبے کے اندر داخل ہو کر نماز پڑھنے کی صورت میں کس سمت کا رخ کرنا چاہیے۔

سائل ظفر اقبال مسکین بے فکری چھوربٹ پیکسا ضلع گانچھے

سوال نمبر ۴۔ نماز میں سجدہ سہو بجالانے کی کیا صورت ہے؟

سوال نمبر ۵۔ قرآن پاک میں واجب سجدے کتنے ہیں اور کون کون سی سورتوں میں ہیں؟

سوال نمبر ۶۔ کسی نے ماہ شعبان کی ۳۰ تاریخ کو نفلی روزہ رکھا تھا۔ رویت ہلال کے ثبوت کی بنا پر وہ دن رمضان کا پہلا روزہ ٹھہرا تو اس شخص کے روزے کا کیا بنے گا؟

سوال نمبر ۷۔ فلش سسٹم والے بیت الخلا میں استنجا کرنا کیسا ہے؟

سائل حوالدار احمد حسین لسبانی
چھوربٹ پیون

سوال نمبر ۸۔ واجب غسل کی بجاآوری کے دوران ریح نکل آئے یا پیشاب کرے تو غسل کا اختتام کیسے ہوگا؟

سوال نمبر ۹۔ اگر واجب غسل سے مکمل فراغت پانے کے بعد کوئی چیز نکل آئے تو کیا کرنا چاہیے؟

ایک سائل از مدرسہ عون المومنین
صوفیہ نور بخشیہ سرگیب شیلو

سوال نمبر ۱۰۔ فوجی ملازم کو نمازیں پڑھنے کا موقع نہیں ملتا ہے تو کیا وہ گنہگار ہوگا؟

سوال نمبر ۱۱۔ رمضان میں احتلام کا شکار ہو جائے اور مجبوری کی حالت میں غسل کرنے میں تاخیر ہو جائے روزہ دار کے روزے کا کیا بنے گا؟

سوال نمبر ۱۲۔ صرف پیار اور دل لگی کرنے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

سوال نمبر ۱۳۔ کیا حالت جنابت میں سحری کھانا درست ہے؟

سائل لانس نائیک عبدالرحیم مجلوی
۵۔ این۔ ایل۔ آئی بٹالین

جواب نمبر ۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مسجدوں میں فرض نمازوں کی ادائیگی بھی مردوں کا کام ہے۔ اور نوافل کی ادائیگی بھی۔ عورتوں کے لئے اجتماعی ادائیگی لازم نہیں ہے خواہ فرض نماز ہو خواہ نفل۔ نماز تراویح مشہور ترین نوافل میں شامل ہے۔ لہذا اس کی اجتماعی ادائیگی کے لئے عورتوں کو مسجدوں کا رخ کرنا مناسب نہیں ہے۔ عورتیں اپنے گھروں میں نماز تراویح کی بجاآوری بھی کریں۔ ہاں انفرادی طور پر بعض بوڑھی عورتیں نماز کی اجتماعی ادائیگی کے لئے مسجدوں میں آتی دکھائی دیتی ہے وہ ان کا خالص ذاتی فعل ہے۔ شرعاً اس صورت حال کو ہر ایک خاتون کے لئے درست طریقہ قرار دیا جانا مشکل ہے۔ پردے کا اہتمام نہ ہو تو اور زیادہ باعث خرابی ہے۔

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ظہر کی تمام سنتوں کو فرض ظہر سے پہلے بھی بجالایا جاسکتا ہے۔ فرض ظہر کے بعد بھی بجالایا جاسکتا ہے۔ نیز بعض سنتوں کو فرض ظہر سے پہلے اور بعض سنتوں کو فرض ظہر کے بعد بجالانا بھی درست ہے۔ عصر کی سنتوں کو ہر حال میں فرض عصر سے پہلے ہی بجالانا ضروری ہے۔ فرض عصر کے بعد عام نوافل کی بجاآوری مکروہ ہے اور خود عصر کی سنتوں کی بجاآوری سرے سے جائز ہی نہیں ہے۔ امید ہے کہ محترم زاہد احمد صاحب اپنے دونوں سوالوں کے جوابات سے مطمئن ہوں گے۔

جواب نمبر ۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کعبے کے اندر داخل ہو کر نماز پڑھنے کی صورت میں جس دیوار کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے، درست ہے۔ کعبے کا دروازہ کھلا ہو تو کھلے دروازے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ امید ہے کہ محترم ظفر

اقبال صاحب اپنے سوال کے جواب سے مطمئن ہو جائیں گے۔

جواب نمبر ۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سجدہ سہو بجالانے کا طریقہ یوں ہے کہ نمازی آخری قعدہ میں تشہد پڑھ چکنے کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے دل میں سجدہ سہو کی نیت کر کے یکے بعد دیگرے دو سجدے بجالائے دونوں سجدوں کے درمیان قعدہ خفیفہ میں کوئی سی دعا پڑھے۔ دوسرے سجدے سے فراغت پا کر سلام پھیرنے کا عمل بجالائے۔

جواب نمبر ۵۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قرآن میں واجب سجدے چار ہیں۔ سورۃ الم السجدہ میں ایک سجدہ واجب ہے۔ (۲) سورۃ حم السجدہ میں ایک واجب سجدہ ہے۔ (۳) سورۃ نجم میں ایک واجب سجدہ ہے۔ (۴) سورۃ علق میں ایک سجدہ واجب ہے۔

جواب نمبر ۶۔ ۳۰ شعبان کو اگر کسی نے نفلی روزہ رکھا ہو۔ پھر اتفاق سے رویت ہلال کے شرعاً واضح ثبوت کی بنا پر وہ دن یکم رمضان ٹھہرا تو اس صورت میں اس کا نفل والا روزہ خود بخود فرض روزے کی جگہ لے گا۔ وہ دن کو فرض روزے کی یوں نیت کرے گا۔ صمت الیوم من شھر رمضان اداء لو جوبہ قربۃ الی اللہ ○

جواب نمبر ۷۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فلش سسٹم والے بیت الخلا میں صرف پانی سے استنجا اور استبرا کا مرحلہ کرنا شرعاً کافی ہے۔ پتھر اور ڈھیلے وغیرہ کا استعمال ناپاکی کو ہلکا کرنے کے لئے ہے۔ یہاں پر اس کی سرے سے ضرورت ہی نہیں ہے۔

امید ہے کہ محترم حوالدار احمد حسین صاحب اپنے چاروں سوالوں کے جوابات سے مطمئن ہوں گے۔

سوال نمبر ۸۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر واجب غسل کے اختتام پذیر ہونے سے پہلے ہوا خارج ہو جائے یا پیشاب نکل آئے تو از سر نو استنجا کر کے نامکمل غسل کو پایہ تکمیل تک پہنچانا واجب ہے۔

جواب نمبر ۹۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واجب غسل کی بجاآوری مکمل ہونے کے بعد اگر کوئی چیز نکل آئے اور وہ مذی نہ ہو بلکہ ودی یا پیشاب ہو تو اب وضو کرنا ہی حکم ہے۔ غسل کا مرحلہ پہلے ختم ہو چکا۔ اگر جریان کی بیماری والے سے اختتام غسل کے بعد جریان کی بیماری کی وجہ سے منی کے قطرے نکل جائیں تو وہ مذی کے حکم کا ہم پلہ ہے۔

امید ہے کہ سائل اپنے دونوں سوالات کے جوابات سے مستفید ہوں گے۔

جواب نمبر ۱۰۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر فوجی ملازمین کو سخت ڈیوٹی کی انجام دہی کی وجہ سے سنتیں پڑھنے کے لئے وقت نہ ملتا ہو تو وہ ترک سنت کی وجہ سے گنہگار نہیں ہوں گے کیونکہ وہ مجبور ہوتے ہیں۔

جواب نمبر ۱۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ رمضان کے دوران احتلام کا شکار ہونے والے کو کسی خاص مجبوری کے تحت غسل کرنے کے کام کو کچھ تاخیر سے کرنا پڑے تو اس سے اس کے روزے کی صحت متاثر نہیں ہو گی۔

جواب نمبر ۱۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیوی کے ساتھ صرف پیار اور دل لگی کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ تاہم روزے کی حالت میں پیار اور دل لگی کرنے میں مبالغہ سے کام نہیں لینا چاہئے۔

جواب نمبر ۱۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر سحری کا وقت اختتام کے قریب ہو۔ جنابت لاحق ہونے والا اگر پہلے غسل جنابت کرے تو سحری کھانے سے رہ جاتا ہو اور دن کے وقت بھوک اور پیاس کی شدت اس کے لئے نہایت مشکل صورت پیدا کر سکتی ہو تو ایسی صورت میں وہ پہلے سحری کھالے اور بعد میں غسل جنابت بجالائے۔ ایسا کرنا اس کے لئے شرعاً روا ہے۔ ایسی صورت حال نہ ہو تب بھی حالت جنابت میں کھانا پینا جائز ہے۔ امید ہے کہ محترم لانس نائیک عبدالرحیم صاحب اپنے چاروں سوالات کے جواب کو تشنہ وضاحت نہیں پائیں گے۔

**بقیہ تفکر و تدبر**

سامان لہو و لعب سے نفس امارہ کو خوش کرنا بھی ضروری سمجھتا ہے۔ ایسے مسلمانوں کے بارے میں اکبر مرحوم کیا خوب فرما گئے ہیں۔

انہیں ذوق عبادت بھی ہے اور گانے کی عادت بھی
نکلتی ہیں دعائیں ان کے منہ سے ٹھمریاں بن کر

دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہمیں حق اور باطل کو جدا جدا کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے اور اس عظیم مقصد کے حصول میں "نوائے صوفیہ" کو مینارہ نور بننے کی توفیق عنایت ہو۔

# دنیائے تصوف کی خبریں

جی ۔ ایچ ۔ معروفی



## فقیر ابراہیم صاحب حج پر روانہ ہوگئے

دنیائے تصوف کے معروف روحانی پیشوا فقیر محمد ابراہیم صاحب ۲۴ اپریل ۱۹۹۵ء کو حج بیت اللہ کے لئے حجاز مقدس روانہ ہوگئے ان کے ہمراہ اہل تصوف کے دیگر عازمین حج بھی تھے جن میں علی محمد صاحب منیجر (ADBP) عبداللہ صاحب (عرف بوا علی) ماسٹر سید ابراہیم صاحب چھوربٹ ۔ ماسٹر جعفر صاحب خپلو، علی صاحب تھلے بلترو، نمبردار غلام حیدر صاحب آخوند محمد حسین صاحب پیش امام سرمک، حاجی محمد حسین چیئرمین پندہ مہدی آباد شامل ہیں ۔ اسلام اباد سے انجمن محمدیہ کے جنرل سیکرٹری فانو محمد امین صاحب یکم مئی کو سفر حج پر روانہ ہوگئے ہیں ۔ آگاہ رہے فقیر محمد ابراہیم صاحب اور فانو محمد آمین صاحب سپانسر شپ کے تحت حج پر گئے ہیں ۔ اسلام آباد مسجد سے حاجی کیمپ روانہ ہوتے وقت عوام کی بڑی تعداد نے فقیر ابراہیم اور دیگر عازمین حج کو رخصت کیا۔

## فقیر محمد ابراہیم صاحب کی سفر حج کے لئے روانگی

۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء کو فقیر ابراہیم صاحب رخت سفر حج باندھ کر اپنے دولت خانہ سے جب نکلے تو ہزاروں کی تعداد میں تصوف کے پروانوں نے صلوٰۃ محمد وآل محمد سے استقبال کیا ۔ اور اشک بار آنکھوں کے ساتھ محلہ کھانسر سے لے کر خپلو کالونی میں واقع فارسٹ چیک پوسٹ تک جلوس کی اشکال میں آئے ۔ جلوس میں علما. فضلا. اور عوام کی بڑی تعداد شامل تھی ۔ اس موقع پر جذباتی منظر دیکھنے میں آئے ۔ دین اسلام سے تعلق رکھنے والے سبھی مذاہب کے لوگ جناب فقیر صاحب مدظلہ کو سفر حج کے لئے الوداع کہنے حاضر ہوئے ۔ راستے میں قاری حضرات حمد و ثنائے رب جلیل، نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے جارہے تھے ۔ جب حمد و نعت کا اختتام ہوتا تو درود و سلام کی صدا گونجتی تھی ۔ فارسٹ چیک پوسٹ تک پہنچ تو فقیر صاحب نے جلوس کو رکنے کا مشورہ دیا ۔ جلوس اگرچہ تھی مسجد تک پیدل سفر کا قصد تھا لیکن آپ کے حکم کے پیش نظر سب رک گئے سڑک کے کنارے قطار باندھے سب منتظر تھے کہ کب اس کی باری آتی ہے اور فقیر صاحب کا قرب حاصل کرکے گلے لگائے ۔ فقیر صاحب ایک ایک سے گلے ملتے، معافی مانگتے اور دعا کرنے کی استدعا کرتے ہوئے لمبی قطار کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک گئے آخر اس قطار کے معصوم بچوں سے بھی رخت ہوچکے تو اپنی سواری کی جیپ پر چڑھ کر شرکا. جلوس کا دیدار کیا ۔ عقیدت مندوں نے بڑے اشتیاق سے انھیں دیکھا اور سنا ۔ جناب فقیر صاحب نے اس موقع پر مختصر سا خطاب کیا ۔ اور کہا کہ سب سے عظیم ہے ۔ رب جلیل ۔ ہم سب کو دعا کرنی چاہیے کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو احکام الٰہی پر پورا پورا عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو نیک عمل کرنے اور منہیات سے بچنے کی توفیق عطا کرے ۔ سب نے آمین کے فلک شگاف نعرے بلند کئے ۔ اس موقع پر چیئرمین میونسپل کمیٹی ضلع گانچھے جناب محمد یوسف نے یارسول اللہ فلک شگاف نعرے لگائے اس کے بعد جناب فقیر صاحب اور رفقا. سفر گاڑیوں میں سوار ہوکر اللہ کے گھر کی زیارت کا فریضہ ادا کرنے کے لئے روانہ

ہو گئے جبکہ دوسری جانب شرکا۔ جلوس اللہ نگہبان اخدا حافظ! اور فی امان اللہ کہتے ہوئے واپس ہوئے۔

ایم ۔بی۔ کوردی
خپلو

## ٢٠ لاکھ فرزندان توحید نے فریضہ حج ادا کیا

منگل ٩ ذوالحجہ ١٤١٥ ہجری بمطابق ٩ مئی ١٩٩٥ء کو پوری دنیا سے آئے ہوئے ٢٠ لاکھ فرزندان توحید نے میدان عرفات میں فریضہ حج ادا کیا اور اللہ تعالیٰ سے رحمت و بخشش کی دعائیں مانگیں۔ یاد رہے اس سال پاکستان سے ریگولر اور سپانسر شپ سکیم کے تحت ایک لاکھ عازمین حج نے فریضہ حج ادا کیا۔ حکومت پاکستان نے حج کی وجہ سے ٩ مئی کو پورے ملک میں عام تعطیل کی۔ ریڈیو، ٹی وی پر خصوصی پروگرام نشر اور ٹیلی کاسٹ کئے گئے اور اخبارات و رسائل میں خصوصی مضامین شائع کئے۔ اس سال پاکستانی عازمین حج میں سے تقریباً ٣٥ افراد گرمی اور لو لگنے سے ہلاک ہوئے جبکہ سات ہزار خیمے آگ لگ جانے کی وجہ سے جل گئے مگر کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

## اسلام آباد میں شاہ ہمدان کانفرنس کی جھلکیاں

یکم مئی ١٩٩٥ء کو دارالعلوم شاہ ہمدان آئی نائن فور اسلام آباد میں عرس شاہ ہمدان کے موقع پر ایک عظیم الشان اجتماع ہوا جس میں مبلغ اسلام امیر کبیر سید علی ہمدانی کے معتقدین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ یہ کانفرنس سردار عتیق احمد صاحب ممبر قانون ساز اسمبلی آزاد جموں اینڈ کشمیر کے زیر صدارت منعقد ہوا جلسہ گاہ کو علامہ اقبال حضرت شاہ ولی اللہ اور دوسرے شعراء کے اشعار پر مشتمل خوبصورت بینروں سے سجایا گیا تھا۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا اس سے قبل انٹرنیشنل شاہ ہمدان کانفرنس کے سیکرٹری جنرل میر عبدالعزیز نے اوراد فتحیہ پڑھ کر سنایا۔ دارالعلوم شاہ ہمدان کے ناظم اعلیٰ سید حسن محمود ہمدانی نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے مہمان خصوصی اور کانفرنس کے مندوبین کو خوش آمدید کہا اور شاہ ہمدان کی دینی خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی انہوں نے کہا امیر کبیر نے غیبی اشارہ کے تحت دنیا کا تین دفعہ تبلیغی دورہ کیا انہی کی وجہ سے آج روس، ختلان، تاجکستان، بلتستان اور کشمیر کے گرد و نواح میں مسلمان آباد ہیں۔ آپ نے بادشاہت قبول کرنے کے بجائے فقیری کو قبول کیا آپ ہنرمندوں کی ایک فوج لے کر وارد کشمیر ہوئے اور کشمیر میں صنعتی انقلاب برپا کر دیا امیر تیمور نے آپ کے خلاف ہر قسم کی پابندیاں لگائیں مگر آپ نے تبلیغ اسلام کے مشن کو جاری رکھا اور کشمیر میں ٣٧ ہزار افراد کو مسلمان کیا اور ١٧٠ کتابیں تحریر فرمادیں آپ آسمان تصوف کا درخشندہ ستارہ ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ انہوں نے خطاب کے اختتام پر مہمان خصوصی کو سپاسنامہ پیش کیا۔ مولانا ضمیر احمد ساجد نے امیر کبیر علی ہمدانی کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔ شاہ ہمدان ہی تھے جنہوں نے اہل کشمیر کو بت پرستی کی ظلمت سے نکال کر اسلام کے نور سے منور کیا۔ انہوں نے کہا دین اسلام کے مجاہد اور مبلغ کو صوفی کہا جاتا ہے۔ جس کی ایک نگاہ سے بگڑے ہوئے لوگ راہ راست پر آجاتے ہیں۔ شاہ ہمدان نے خطہ کشمیر کو علم و عرفان کے روحانی درس دیئے۔ اولیاء اللہ کو نہ کھانے نہ پینے اور نہ دوسری ضروریات زندگی کی پرواہ ہوتی ہے بلکہ وہ خوشنودی رب کے لئے اپنی زندگی وقف کر دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا آج تعلیمی اداروں میں جہاں دنیوی تعلیم دی جاتی ہے وہاں روحانی علم بھی سکھایا جانا چاہیے۔

پیر اسحاق نظیری نے خانقاہی نظام کو پھر سے زندہ کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے کہا خانقاہی نظام ہی سے روحانی تربیت حاصل ہوتی ہے جب تک خانقاہی نظام نہیں آتے اس وقت تک روحانی تسکین ممکن نہیں۔ شاہ ہمدان جہاں بھی گئے وہاں خانقاہ قائم کرتے گئے جن میں روحانی تربیت کے لئے چلہ خانے بنائے جاتے تھے آج معاشرہ کے ہر فرد کو سکون کی تلاش ہے مگر سکون میسر نہیں ہے اور نفس امارہ پر قابو پانے کے لئے اولیاء اللہ کے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔

راولپنڈی کے ڈسٹرکٹ خطیب شعلہ بیان مقرر علامہ قاضی اسرار الحق حقانی نے کانفرنس کے انعقاد پر منتظمین کو خراج تحسین پیش کیا انہوں نے کہا بزرگان دین کی دینی خدمات کو

خراج تحسین پیش کرنے کا یہ بہترین طریقہ ہے۔ انہوں نے کہا حب مصطفیٰ کے بغیر مومن کامل نہیں ہو سکتا حضرت شاہ ہمدان کی تعلیمات پر عمل کرنے کے لئے پہلے دلوں کو دھونا ہو گا آج دنیا میں مسلمان آپس میں دست و گریبان ہیں دلوں میں بغض رکھتے ہیں بظاہر دوستانہ ہے ایک ایک فرقہ میں کئی کئی جماعتیں بنائے ہوئے ہیں تو امن و آشتی کہاں سے آئے گی ؟ امیر کبیر سید علی

ہمدانی اکیلے ایک عصا ہاتھ میں لے کر دنیا میں اسلام کو پھیلایا مگر آج مذہبی رہنما فرقہ پرستی اور تنگ نظری سے ایک دوسرے کے جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں انہوں نے کہا میں چالیس سال سے حضرت شاہ ہمدان کے تالیف کردہ اوراد فتحیہ کا ورد کرتا ہوں جس سے مجھے سکون حاصل ہوتا ہے۔ مہمان خصوصی سردار عتیق احمد نے شاہ ہمدان کانفرنس منعقد کرنے پر منتظمین کی تعریف کی اور کہا اس پرفتن دور میں ایسے روحانی اجتماع کا انعقاد باعث اطمینان ہے۔

بزرگان دین کو یاد کرنے سے روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے امیر کبیر نے نہ صرف تصوف میں بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں انقلاب پیدا کیا ہے۔ آپ نے روحانی طاقت سے اسلام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلایا آپ نے جہاں جہاں دین اسلام کے پیغام کو پہنچایا وہاں مذہبی فساد نہیں آپ نے ہمیشہ اتحاد بین المسلمین کی بات کی اور غیر متنازعہ علوم کا درس دیا اسلام محبت اور اخوت کا درس دیتا ہے شاہ ہمدان نے اس درس کو آگے بڑھایا ہے شاہ ہمدان کی تعلیمات کا تقاضہ ہے کہ مسلمان آپس میں بھائیوں کی طرح رہیں اور "اپنے مسلک کو چھوڑو مت، دوسرے کے مسلک کو چھیڑو مت" کے فارمولے پر عمل کریں تو دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی ہو گی۔

جی۔ ایچ۔ معروفی

---

## مدرسہ شاہ ہمدان سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو کا قیام

الحمد للہ یہ انتہائی خوش آئند بات ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے دین اسلام صوفیہ نوربخشیہ کے کئی مدارس مختلف علاقوں میں تشنگان علم کی تشنگی بجھانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ پھر بھی درسگاہیں انتہائی ناکافی ہیں خصوصاً دور جدید میں اس میں مزید شدت پیدا ہو رہی ہے لہذا مزید کئی ایسے اداروں کی اشد ضرورت ہے مگر ان سب باتوں کے لئے وسائل کا مسئلہ ہے چنانچہ کئی دینی درسگاہوں کے قیام کے خواب کو ایک دم شرمندہ تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات ناممکن نہیں تو فی الحال مشکل ضرور ہے۔ تاہم ایک معقول سطح پر سکردو میں ایک دینی درسگاہ کے قیام پر غور و فکر اور گفت و شنید جاری تھی اور اس سلسلے میں لائحہ عمل مرتب کیا جا رہا تھا اور الحمد للہ ١٧ مارچ کو اس سلسلے کا آخری خصوصی اجلاس پیر نوربخشیہ جناب سید محمد شاہ کے زیر صدارت سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں علماء، مفکرین، دانشور اور مخلص حضرات نے شرکت کی۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جناب محمد علی صاحب جج نے مدرسہ کے قیام کی اہمیت، اس کی غرض و غایت اور انتظامی امور پر تفصیلی روشنی ڈالی اور یہ واضح کیا کہ بزرگان دین کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے درسگاہوں کے قیام کی کتنی اہمیت ہے۔ پیر نوربخشیہ جناب سید محمد شاہ اور شرکاء اجلاس نے جناب محمد علی جج کے زیر سرپرستی اس درسگاہ کے قیام پر انتہائی اطمینان اور مسرت کا اظہار کیا نیز مکمل حمایت اور ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ اجلاس میں یہ خواہش ظاہر کی گئی کہ اس طرح کی اور بھی دینی درسگاہیں کھولی جانی چاہئیں تا۔ تعلیمات قرآن، سیرت النبیؐ، تعلیمات شاہ ہمدانؒ اور تعلیمات شاہ سید محمد نوربخشؒ کو عام کیا جا سکے۔

اجلاس کے آخر میں مدرسہ شاہ ہمدان کے افتتاح کے لئے جناب سید محمد شاہ پیر نوربخشیہ کو دعوت دی گئی جسے انہوں نے بخوشی قبول فرمایا۔ اس کے بعد خانقاہ معلیٰ کرسہ تھگسنگ سکردو کے خطیب جناب الحاج اخوند محمد حسین نے درسگاہ کے قیام کے سلسلے میں کی جانے والی کاوشوں کو بہت سراہا۔ اس کار خیر میں دل کھول کر عطیات اور چندہ دینے والوں کے حق میں دعا کی۔ نیز یہ توقع ظاہر کی کہ یہ درسگاہ علم و فن، ذکر و فکر اور زہد و تقویٰ کا منبع ہونے کے علاوہ باہمی اخوت، ملی یگانگت اور خلوص و محبت کا گلستان ثابت ہو گا۔ اجلاس میں دین اسلام کی سربلندی کے لئے دعائیں مانگی گئیں اور بوسنیا، بیت المقدس، مقبوضہ کشمیر اور چیچنیا میں مسلمانوں پر ہونے والی زیادتیوں پر اظہار افسوس کیا۔

علاقہ سیاچن کے حساس ضلع گانچھے بلتستان کے عوام کو پیپلز پارٹی سے دور کرنے والے عناصر کے عزائم کو ناکام بنانے اور اس علاقہ کے لوگوں کی بے چینی دور کرنے کے لئے اس ضلع سے بھی ایک مشیر لیا جاوے۔

محمد باقر دارا

صدر نور بخشیہ یوتھ

فیڈریشن پاکستان

## ہنگامی اجلاس

۲۹ اپریل ۱۹۹۵ء کو مرکزی جوائنٹ سیکرٹری N.Y.F پاکستان جناب مراد علی صاحب نے مرکزی کابینہ کی اہم مہم کے سلسلے میں یہاں لاہور یونٹ کا دورہ کیا اس موقع پر نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن لاہور یونٹ نے ایک ہنگامی اجلاس جامع مسجد نور بخشیہ لاہور میں بلایا۔ اجلاس میں درج ذیل ایجنڈے کی متفقہ طور پر منظوری دینے کے ساتھ اس کے لئے جدوجہد کرنے پر زور دیا گیا۔

۱۔ فقہ الاحوط کو سرکاری سطح پر رجسٹرڈ کرنا۔

۲۔ ضلع گانچھے سے مشیر کا مطالبہ کرنا۔

۳۔ مسلک کے اندر اتحاد واتفاق کی فضا پیدا کرنا۔

اس موقع پر مراد علی صاحب نے ناردران ایریا کونسل میں ضلع گانچھے سے مشیر نہ لینے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ضلع گانچھے ناردران ایریا میں واحد ضلع ہے جس کی اکثریت موجودہ حکومت کے ساتھ ہے۔ اس کے باوجود اس ضلع کو نظر انداز کرنا انتہائی افسوس ناک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ضلع گانچھے کے عوام میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے۔ عوام میں موجود بے چینی کو ختم کرنے کا واحد حل یہ ہے کہ ضلع گانچھے سے بھی ایک مشیر لیا جائے انہوں نے نو منتخب ارکان اسمبلی سے بھی مطالبہ کیا کہ مسلک نور بخشیہ کے تشخص کو برقرار رکھنے کے لئے فقہ الاحوط کو سرکاری طور پر منظور کرایا جائے۔ اس موقع پر انہوں نے مسلک نور بخشیہ سے تعلق رکھنے والے تمام نوجوان اور عوام پر زور دیا کہ وہ اس میں پھوٹ ڈالنے والے عناصر سے ہوشیار رہیں اور اپنے اندر اتحاد واتفاق کی فضا پیدا کریں۔

اس موقع پر جناب فدا حسین فدائی صاحب جنرل سیکرٹری N.Y.F لاہور نے کہا کہ ضلع گانچھے کے تینوں کونسلروں کو اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے جب تک وہ آپس میں متحد نہیں ہوں گے گانچھے کے عوام کو ان کے حقوق نہیں ملیں گے۔

## انجمن فلاح وبہبود چھوار چھوربٹ کے انتخابات

۳۱ مارچ کو انجمن فلاح وبہبود چھوار چھوربٹ رجسٹرڈ کی سالانہ جنرل میٹنگ ہوئی جس میں نئے سال کے لئے درج ذیل افراد کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

۱۔ صدر، سید محمد شاہ

۲۔ نائب صدر، محمد علی ڈیلدار

۳۔ جنرل سیکرٹری، محمود اعظم

۴۔ جوائنٹ سیکرٹری، عبد الغفور

۵۔ خزانچی، علی محمد

۶۔ نائب خزانچی، عبد الرحمن

۷۔ سیکرٹری نشرواشاعت، گلاب خان

۸۔ پراپیگنڈہ سیکرٹری، صوفی علی

سیکرٹری

نشرواشاعت

انجمن فلاح وبہبود چھوار چھوربٹ

## نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن براہ یونٹ کا قیام

براہ پائین میں ایک پروقار تقریب منعقد ہوئی جس میں نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن براہ یونٹ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس تقریب کی صدارت جناب فقیر محمد ابراہیم صاحب نے کی جبکہ مہمان خصوصی مولانا غلام رسول صاحب تھے۔ تقریب کا آغاز مولوی محمد بشیر صاحب خطیب خانقاہ معلیٰ براہ پائین کی تلاوت کلام مجید سے ہوا۔ اس کے بعد الف دین صدر یوتھ فیڈریشن براہ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا اور معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کا شکریہ ادا کیا۔

سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب علی محمد صاحب نے ادا کیے۔

جناب محمد جعفر صاحب نے اپنی تقریر میں یوتھ فیڈریشن کے قیام کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ نور بخشی نوجوانوں کے اندر تعمیری سوچ پیدا کر کے معاشرے کی تعمیر اور دینی فلاح و بہبود کے لئے ان کو تیار کرنا ہے۔

اس کے بعد جناب مولانا غلام رسول صاحب مہمان خصوصی نے پرجوش تقریر کرتے ہوئے حاضرین سے کہا کہ وہ آپس کے اختلافات کو دور کرنے کے لئے یوتھ فیڈریشن کے بے لوث جوانوں کی خدمات حاصل کریں اور تنظیم کے عہدے داروں اور ممبروں سے کہا کہ وہ اس تنظیم کو مثالی انداز میں آگے بڑھا کر عوام کے لئے ایک نمونہ عمل فراہم کریں۔ آخر میں صدر تقریب جناب فقیر محمد ابراہیم صاحب نے اپنے صدارتی خطبہ میں کہا کہ نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن ایک فعال تنظیم ہے اور وقت کا تقاضا ہے کہ اسے مزید فعال بنا کر خدمات کے دائرہ کو زیادہ توسیع کیا جائے۔

تقریب کے اختتام پر صدر تقریب کی اجازت سے احمد علی صاحب جنرل سیکرٹری نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن ضلع گانچھے نے نو منتخب کابینہ سے حلف لیا۔

نو منتخب کابینہ کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ الف دین، ایم اے (عمرانیات)، صدر
۲۔ محمد علی، نائب صدر
۳۔ علی محمد، بی اے، جنرل سیکرٹری
۴۔ روزی علی، ایم اے (پولیٹیکل سائنس)، ڈپٹی جنرل سیکرٹری
۵۔ محمد ابراہیم فنانس سیکرٹری
۶۔ محمد یوسف ڈپٹی فنانس سیکرٹری
۷۔ غضنفر علی سیکرٹری نشر و اشاعت
۸۔ سجاد حسین رابطہ سیکرٹری
۹۔ موسیٰ علی آفس سیکرٹری
۱۰۔ شاء اللہ پروپیگنڈہ سیکرٹری
۱۱۔ عبدالرشید (بی اے) ناظم اجلاس

رپورٹ: الف دین، صدر
نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن
براولدو

## کابینہ اور ورکنگ کمیٹی کا اجلاس

انجمن نور بخشیہ کریس کراچی والوں کا اجلاس مورخہ ۱۴ اپریل بعد نماز جمعہ بیت السکون نور بخشیہ کریس محمود آباد میں ہوا۔

اجلاس کا آغاز جناب آخوند عبدالرحیم کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اجلاس میں گزشتہ سال کی کارکردگی پر غور خوض ہوا اجلاس میں متفقہ طور پر سال ۱۹۹۵ء کے لئے کابینہ اور ورکنگ کمیٹی کا انتخاب بھی ہوا۔

### کابینہ

محمد عبداللہ، صدر
افتخار احمد، نائب صدر
محمد اسماعیل، جنرل سیکرٹری
محمد حسن، ڈپٹی جنرل سیکرٹری
نثار حسین، جوائنٹ سیکرٹری
غلام مہدی، خزانچی
فرمان علی، نائب خزانچی
محمد کاظم، نشر و اشاعت سیکرٹری
محمد حسن، رابطہ سیکرٹری
امیر علی، پروپیگنڈہ سیکرٹری

### ورکنگ کمیٹی

محمد کاظم ۔ محمد علی، اورل
محمد یوسف غنی ۔ محمد علی، ڈنگاہ
شمس الدین ۔ محمد حسین، یولتگب
محمد نفیس ۔ غلام مہدی، اوڑبا
محمد علی ۔ محمد ابراہیم، سوماب
محمد کاظم ۔ محمد علی، بوچھونگ تاکشد

تمام اراکین نے نئے منتخب ممبران کو مبارکباد دی۔ اجلاس اخوند حسن چھترنگ کی دعائے خیر کے ساتھ اختتام ہوا۔

محمد کاظم علی
سیکرٹری نشر و اشاعت

# قارئین کے خطوط

جی۔ایچ۔معروفی

ایڈیٹر کا مراسلہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ا۔ نوائے صوفیہ کا شمارہ نمبر ۲۹ پڑھا بہت ہی مسرت ہوئی۔ اللہ کے فضل و کرم اور آپ لوگوں کی کاوشوں کے نتیجے میں نوائے صوفیہ ایک ملک گیر بلکہ بین الاقوامی رسالہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

پچھلے دنوں ایک دوست کی وساطت سے نوائے صوفیہ پڑھنے کا موقع ملا۔ پڑھ کر اس انتہائی معیاری پر بہت خوشی حاصل ہوئی۔ اتنا معیاری رسالہ شائع کرانے پر آپ جناب غازی صاحب اور علامہ بشیر صاحب مبارک کے مستحق ہیں۔ ایک مضمون ارسال خدمت ہے۔ شامل اشاعت کریں۔

نجم ثاقب، جماعت ہشتم
ہائی سکول ڈوغنی

السلام علیکم۔ نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ اب نوائے صوفیہ کی وساطت سے سائنسی علوم بھی حاصل ہو رہے ہیں۔ یہ سلسلہ جاری رکھیں۔ شکریہ

غلام مہدی شاہد، جماعت دہم
ہائی سکول ڈوغنی

نوائے صوفیہ مسلک صوفیہ نوربخشیہ کیلئے ایک روشن ستارے کی مانند ہے اور ایسا نور ہے جسے پڑھ کر اہل نوربخشیہ کے دل منور ہوتے ہیں۔ جنوری کے شمارے میں غلام نبی کوروی اور علامہ بشیر صاحب کے مضامین بہت معیاری ہیں۔

محمد ابراہیم کوروی
حالی کراچی

۔ میں نوائے صوفیہ کا بہت پرانا قاری ہوں۔ بد قسمتی سے میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ تاہم ایک دوست کے ذریعے شروع سے آخر تک سنتا ہوں۔ رسالہ کے تمام مضامین بہت معیاری ہوتے ہیں۔ تاہم علامہ صاحب کا مضمون "آپ کے مسائل اور ان کا حل" اور صوبیدار محمد اسمٰعیل سرمیکی عاصی صاحب کا مضمون روح تصوف مجھے بہت پسند آئے۔

محمد ابراہیم پٹھان
سرموں ترکری، کراچی

۔ نوائے صوفیہ کا شمارہ نمبر ۹ پڑھنے کو ملا۔ ممتاز عالم دین جناب مفتی علی محمد باری شگری کے آزاد کشمیر یونیورسٹی سے نمایاں پوزیشن لینے پر ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ اعزاز پوری قوم کا ہے۔

طالب علم ذاکر حسین سرمیکی
ڈگری کالج سکردو

۔ ایڈیٹر صاحب! قوم کا سر فخر سے بلند ہوا ہے کہ اس دین کی تطہیر کے لئے اس آڑے وقت میں آپ نے یہ ذمہ داری سنبھال لی اور اس پاک مذہب کی نشر و اشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ اہل نوربخشیہ کی نشر و اشاعت کا وسیلہ صرف اور صرف "نوائے صوفیہ" ہے۔ نشر و اشاعت کی کمی کو اہل نوربخشیہ بہت عرصے سے محسوس کر رہے تھے۔ آخرکار علامہ بشیر صاحب کے جہد مسلسل اور رہنمائی میں قوم کی ایک دیرینہ خواہش پوری ہوئی۔ "نوائے صوفیہ" اہل نوربخشیہ کا واحد ترجمان ہے اور اتحاد و اتفاق کا علمبردار بھی۔

غلام رسول ثاقب سرمیکی

۔ تنظیم نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ سرمک رجسٹرڈ کے اراکین نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن، پنجاب کی جانب سے کتاب نور المومنین کی دوبارہ اشاعت کی سعادت حاصل کرنے پر N.Y.F کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ایسے قابل تحسین کاموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ مذہب حقہ کی نشاۃ ثانیہ کے لئے حقیقت پر مبنی ایسی کتابوں کی اشد ضرورت ہے۔ ہماری تنظیم ہمیشہ ایسے نیک عزائم رکھنے والے نوجوانوں کے شانہ بشانہ ہیں۔ خدا ہم سب کو اس پاک مذہب کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

علی نمائندہ برائے سکردو

۔رسالہ کو جاندار بنانے کے لئے اہل قلم دانشوروں کی خدمات

حاصل کی گئی ہیں جس کی وجہ سے رسالہ معلومات کا خزینہ بن گیا ہے اس کامیاب کوشش پر کارکنان ادارہ مبارکباد قبول کریں۔ فروری کے شمارے میں مولانا عبدالرحیم کا مضمون الحدیث ایک اہم کمی کو پورا کر گیا ہے۔ مولانا حسنو کا مسلسل مضمون قابل تبریک و تحسین ہے۔ اداریہ تفکر و تذکر دو شماروں سے غائب ہے۔ بغیر اداریہ کے رسالہ جان دار نہیں ہو سکتا۔

ایک اہم خامی کی طرف متوجہ کر رہا ہوں کہ موجودہ دو شماروں کی پروف ریڈنگ درست نہیں ہے ایسا لگتا ہے کہ جو مضامین آپ حضرات وصول کر رہے ہیں۔ جوں کا توں شائع کرتے ہیں کسی لفظ کی درستی تک نہیں کرتے اس طرز عمل سے رسالہ کا معیار گر رہا ہے۔ امید ہے کہ اس طرف توجہ فرمائیں گے جناب قبلہ علامہ صاحب جیسی ہستی اور ڈاکٹر غازی صاحب جیسے ادیب کی موجودگی میں عبارت کی درستی نہ ہونا بالخصوص عربی عبارت کی نہایت افسوس کا مقام ہے۔

محمد ابراہیم فیضی یوچنگ

۵۔ ممتاز عالم دین مفتی علی محمد ہادی کی نمایاں کارکردگی سنہری حروف میں لکھا ہوا دیکھا۔ میں یہ بات فخر کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ مولانا نے نہ صرف نوربخشی عوام بلکہ پورے شمالی علاقہ جات کا نام روشن کیا رسالہ کے توسط سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

غلام حیدر شار گوسر میکی
ڈگری کالج سکردو

۶۔ میں نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔ نوائے صوفیہ ہمارے سرمک میں ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے۔ جو صدیقی صاحب سکردو سے ارسال کرتے ہیں۔ جب سے نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کا قیام عمل میں آیا تب سے نوربخشی عوام میں شعور کی ایک اور لہر دوڑ گئی ہے اور یقیناً N.Y.F نوجوان طبقے کی تنظیم ہے اسی طرح گزشتہ چند سالوں سے ہم نے نوربخشی دین حقہ سے محبت رکھنے اور حضرت شاہ ہمدان کی تعلیمات کو عام کرنے کی غرض سے شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام عمل میں لایا ہے۔ لہذا تمام عقیدت مندان شاہ ہمدان سے اپیل ہے کہ وہ شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان کے ساتھ بھی تعاون کریں۔

ذاکر حسین جنرل سیکرٹری
شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن سرمک۔

نوائے صوفیہ پڑھ رہا ہوں لیکن بڑے افسوس کے ساتھ اظہار کرنا پڑتا ہے کہ مجتھد العصر اور محقق زمان ہوتے ہوئے حضرت شاہ سید محمد نوربخش پر بہت کم مضامین شائع ہوتے ہیں حالانکہ رسالہ کا نام ہی نوائے صوفیہ ہے۔

آخر میں ممتاز عالم دین جناب مفتی علی محمد ہادی شگری کے آزاد کشمیر یونیورسٹی سے دوسری پوزیشن لینے پر ان کے قابل تعریف اعزاز کو سراہتا ہوں اور ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

محمد حسن شلادی
ڈگری کالج سکردو

۱۔ رسالہ کا بڑھتا ہوا معیار اور آپ سب کی محنت و خلوص اور بے لوث دینی خدمات ہمارے لئے باعث اطمینان و سکون ہے۔ آپ لوگوں نے جن مشکلات کے باوجود رسالہ کو جاری رکھا ہوا ہے یہ دین دوستی کا بہت بڑا ثبوت ہے یہ رسالہ نوربخشیوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے اور دینی معلومات فراہم کرنے کا واحد ذریعہ ثابت ہو رہا ہے۔ ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ یہ رسالہ مزید ترقی کرے۔

اکبر جاوید ابدالی اور
احسان علی سعودی شگری

۱۔ اللہ آپ کے اس ادارے کو قائم رکھے جو مذہب نوربخشیہ کی تعلیم کو دنیا کے ہر چپہ چپہ میں پھیلا رہا ہے۔ اس رسالے کے اجراء پر ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں۔

محمد عیسیٰ
طالبعلم جماعت دہم

۔ نوائے صوفیہ کا تازہ شمارہ نظر سے گزرا جس میں تمام مضامین قابل تعریف ہیں۔ یہ رسالہ مذہب حقہ کا واحد رسالہ ہے ہماری دعا ہے کہ یہ رسالہ دن بدن ترقی کرے۔ آمین۔

غلام نبی بچوات
تحصیل ضلع گانچھے

# چہرہ نما

## مضمون نگاروں کا تعارف

...بوالعرفان علامہ محمد بشیر
...ل عربی، فاضل وفاق المدارس عربیہ پاکستان
358ـ سیکٹر1ـ6/G ، اسلام آباد

12 ـ ڈاکٹر غازی محمد نعیم
ایم بی بی ایس، ایم اے
سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

۵ـ غلام حسن شگری
فلیٹ نمبر 4 ، بلاک B-1 ، گلی نمبر 8
سیکٹر 8/1 ـ I ، اسلام آباد

۶ـ ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا
ادارہ تحقیقات فارسی ایران
اسلام آباد

پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی
پرنسپل شاہ ہمدان، پبلک سکول نوشہرہ،
ضلع خوشاب

۲ـ محمد یونس سیٹھی وفا
سابق سربراہ وزارت اطلاعات و نشریات
مکان نمبر 2 ، سٹریٹ نمبر 7 ، G-7/4
اسلام آباد

۴ـ غلام حسین معروفی، بی اے
بانی رکن نوائے صوفیہ
مکان نمبر 14/7 ، سیکٹر 1-8/1
اسلام آباد

7 ـ رستم علی انجم
مدرس، سلنگ گون
خپلو ضلع گانچھے بلتستان

حاجی محمد سلیم
ADI ، محکمہ تعلیم،
خپلو ضلع گانچھے

گیا اور مسلمانوں کے غلبے کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔

رپورٹ
دولت علی تھلوی

## علماء کرام و معزز اشخاص کی کراچی آمد پر نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن کا استقبالیہ

نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان مرکز نے ممتاز عالم دین الحاج سید سعد جان صاحب۔ جناب شیخ محسن صاحب۔ سید ذاکر حسین صاحب۔ سید حسن شاہ میر واعظ ہوشے۔ قاری محمد ابراہیم و دیگر معزز اشخاص کی کراچی آمد پر استقبالیہ پارٹی کا اہتمام کیا۔ پارٹی میں نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان مرکز کے کونسل آف گائیڈنس کے ممبران اور الیکشن کمیٹی نے بھی شرکت کی۔

مقررین نے نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن کی کارکردگی کو خوش آئند قرار دیا اور NYF کے غیر جانبدارانہ رویہ کی تعریف کی اور کہا یہی اتفاق و اتحاد کے لئے بنیاد فراہم کرتا ہے۔ علماء کرام اور عوام الناس کو بھی چاہئے کہ وہ آپس میں اتفاق و اتحاد کے لئے اپنا کردار ادا کریں اس میں ہم سب کی بھلائی ہے۔

مرکزی پریس سیکرٹری

## تنظیم سلترو سیاچن کا اجلاس

تنظیم سلترو سیاچن کا ایک اہم اجلاس محمد اختر صدر تنظیم کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں مختلف امور پر سیر حاصل گفت و شنید ہوئی اجلاس سے صدر، جنرل سیکرٹری اور دیگر عہدیداروں نے خطاب کیا اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ تنظیم اپنے وسائل کے مطابق علاقائی اور مذہبی مسائل حل کرنے کی کوشش کرے گی۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ تنظیم کا مرکزی دفتر سلترو میں قائم کیا جائے گا تاکہ لوگوں کے مسائل حل کرنے میں آسانی ہو تمام اراکین پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ان کے ذمہ جو بھی کام سونپا جائے اسے مکمل کر کریں۔

محمد اختر
صدر تنظیم سلترو سیاچن کراچی



## سیاچین کے محافظ ضلع گانگھچے بلتستان سے مشیر لینے کا مطالبہ

نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان کے مرکزی صدر محمد باقر داوانے وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو صاحبہ سے اپیل کی ہے کہ ضلع گانگھچے بلتستان کے عوام کو احساس محرومی سے نکالنے کے لئے اس ضلع کے نو منتخب ممبروں میں سے کسی کو بھی مشیر مقرر کیا جائے۔ انہوں نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ ضلع گانگھچے وہ واحد ضلع ہے جس کی اکثریت ہمیشہ پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ رہی ہے یہی وجہ تھی سابق وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے سیاچن کے حساس علاقہ کے لئے ضلع گانگھچے کے نام سے ایک ضلع قائم کیا تھا مگر مارشل لا۔ حکومت نے اسے منسوخ کر دیا لیکن بعد میں وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اسے دوبارہ بحال کر دیا۔ گزشتہ انتخابات میں منتخب ہونے والے دو آزاد اراکان خیر سگالی جذبہ کے تحت پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے جبکہ ایک ممبر پیپلز پارٹی کی سیٹ پر بلا مقابلہ منتخب ہو گئے تھے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس ضلع کے عوام میں پیپلز پارٹی کے لئے کتنا مقام ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ شمالی علاقہ جات کے دوسرے ضلعوں سے دو دو مشیر لئے گئے مگر علاقہ سیاچن کے محافظ ضلع گانگھچے سے ایک بھی مشیر نہیں لیا گیا جس سے عوام میں بے چینی پیدا ہونا فطری عمل ہے۔ بعض عناصر ضلع گانگھچے کے عوام کو پیپلز پارٹی سے بدظن کرنے میں مصروف ہیں اگر یہ عناصر اپنے منصوبے میں کامیاب ہو گئے تو آئندہ ضلع گانگھچے سے پی پی پی کا ایک ممبر بھی منتخب نہیں ہو سکے گا ہم وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو صاحبہ سے اپیل کرتے ہیں کہ